REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم   وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۲   شمارہ ۱۲ و ۱۳

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- منیر احمد خادم

نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک:-
بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک:- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان - ۱۴۳۵۱۶

۸/۹ شوال ۱۴۱۳ ہجری   ۲۵ امان و یکم شہادت ۱۳۷۲ ہش   ۲۵ مارچ و یکم اپریل ۱۹۹۳ء

رُوحانیت کے باغ کو سنوارنے کیلئے اعمالِ صالحہ کے پانی سے سیراب کرو!

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام

"دیکھو! جس طرح تمہارے عام جسمانی حوائج کے پورا کرنے کے واسطے ایک مناسب اور کافی مقدار کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح تمہاری روحانی حوائج کا حال ہے۔ کیا تم ایک قطرہ پانی زبان پر رکھ کر پیاس بجھا سکتے ہو؟ کیا تم ایک ریزہ کھانے کا منہ میں ڈال کر بھوک سے نجات حاصل کر سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ پس اسی طرح تمہاری روحانی حالت معمولی سی توبہ یا کبھی کبھی ٹوٹی پھوٹی نماز یا روزہ سے سنور نہیں سکتی۔ روحانی حالت کے سنوارنے اور اس باغ کے پھل کھانے کے لئے بھی تم کو چاہیئے کہ اس باغ کو وقت پر خدا کی جناب میں نمازیں ادا کر کے اپنی آنکھوں کا پانی پہنچاؤ۔ اور اعمالِ صالحہ کے پانی کی نہر سے اس باغ کو سیراب کرو تا وہ ہرا بھرا ہو۔ اور پھلے پھولے۔ اور اس قابل ہو سکے کہ تم اس سے پھل کھاؤ۔"

(ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۲۰۳)

اخبارِ احمدیہ

جمعۃ الوداع برکتوں کے لحاظ سے سارے سال میں سب سے بڑا جمعہ ہے

اِس مبارک جمعہ کے دن میں تمام دنیا کے مسلمانوں کو نماز کی پابندی کی طرف بلاتا ہوں!

میں احمدیوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ نمازوں کی حفاظت کا جھنڈا مضبوطی سے تھام لیں!!

لنڈن: ۱۹ مارچ۔ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہِ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔

حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد فضل لنڈن سے خطبہ جمعۃ الوداع ارشاد فرماتے ہوئے سورۃ الجمعہ کی درج ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:-

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ؕ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

(آیت نمبر ۱۰، ۱۱)

پھر فرمایا: آج تمام دنیا میں جمعۃ الوداع منایا جا رہا ہے۔ یا منایا جا چکا ہے۔ وداع کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ وداع ہے جو ایک محبوب کا وداع ہوتا ہے۔ دوسرا وداع وہ ہے جو ایک ایسے مہمان کا وداع ہوتا ہے جس کے واپس چلے جانے کی میزبان دل میں خواہش رکھتے ہیں اور جب چلے جائے تو سکون محسوس کرتے ہیں۔

حضور نے فرمایا رمضان کو وداع کرنے والے بھی اسی طرح کے دو قسم کے لوگ ہیں۔ ایک تو وہ ہیں جو دل میں خواہش رکھتے ہیں کہ پابندیوں والا یہ مہینہ جلد ختم ہو۔ اور ہم اپنی آزادیوں کی طرف لوٹیں۔ اور اسی غرض سے وہ جمعۃ الوداع میں شامل ہوتے ہیں اور پھر سارا سال جمعوں کی اور نمازوں کی کچھ پروا نہیں کرتے۔ دوسرے وہ مومن ہیں جو جمعۃ الوداع میں اس لئے شامل ہوتے ہیں کہ پہلے خدا کی ہی لگائی ہوئی پابندیوں کو انہوں نے اس کی رضا کی خاطر قبول کیا۔ اور پھر اسی کی دی ہوئی آزادیوں کی طرف وہ لوٹ رہے ہیں۔ اس اُمید کے ساتھ کہ خدا ان کو رمضان کے علاوہ باقی ایام میں بھی رمضان کی ٹریننگ سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی توفیق بخشے گا۔ اُن کی پانچوں نمازیں بھی آباد ہوں گی۔ اور اُن کے جمعے بھی خدا کے ذکر اور نماز سے بھرپور ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اگلے رمضان تک مزید نیکیوں کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے گا۔ اور دراصل جمعۃ الوداع اور عید کے حقیقی حقدار یہی لوگ ہیں۔

اپنے بصیرت افروز خطبہ جمعہ کو جاری رکھتے ہوئے حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آج میں آپ کو وہی نصیحت کرتا ہوں جو میرے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حجۃ الوداع کے موقع پر فرمائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

"حضرت ابو امامہ باہلی بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ دیتے ہوئے سنا۔ حضور فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور پانچوں وقت کی نماز پڑھو ایک مہینے کے روزے رکھو۔ اپنے اموال کی زکوٰۃ دو۔ اور جب میں کوئی حکم دوں تو اس کی اطاعت کرو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔"

(ترمذی۔ کتاب الصلوٰۃ)

پس اب اس مبارک جمعہ کے دن حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں تمام دنیا کے مسلمانوں کو نماز کی پابندی کی طرف بلاتا ہوں۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع اس طرح ادا فرمایا کہ اس روز آئندہ کے لیے پانچوں نمازوں کی برکتوں کو مسلمانوں پر لازم قرار دے دیا۔ حضور نے فرمایا جو لوگ پانچوں وقت کی نمازیں ادا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں جمعے پڑھنے کی توفیق بھی عطا فرماتا ہے۔ یہی وہ نصیحت ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے دن فرمائی۔

خطبہ جمعہ کو جاری رکھتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نمازوں کی اہمیت کے سلسلہ میں چند آیات قرآنیہ بھی پیش فرمائیں اور فرمایا کہ نمازوں کو دوام بخشنا چاہتے ہیں تو ان کی ابتداء میں بالکل اسی طرح حفاظت کریں جس طرح زمیندار چھوٹے چھوٹے پودوں کی حفاظت کرتا ہے۔ حضور نے فرمایا نمازوں کی بھی حفاظت کریں اور نماز کے اندر جو روحانی حالت ہے اس کی بھی حفاظت کریں۔ یہ بھی تو ممکن ہے کہ بظاہر ایک انسان نماز ادا کر رہا ہو باوجود اس کے اس کی

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۵ پر)

منیر احمد خادم بی اے۔ ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۵ امان و یکم شہادت ۱۳۷۲ ہش

اُمّتِ مُسلمہ کی بے چینی کا واحد حل

عالمگیر سطح پر اگر آپ اُمّتِ مُسلمہ کا جائزہ لیں تو آپ کو صاف نظر آئے گا کہ آج دُنیا کے تقریباً سب خطّوں میں بالعموم مُسلمان جسمانی، اخلاقی یا رُوحانی بدحالی کا شکار ہیں۔ اخلاقی اور رُوحانی ترقی تو دُور کی بات ہے آج مُسلم ممالک کی اکثریت امن و امان کے اندرونی و بیرونی مسائل سے دوچار ہے۔ اور یہ صورتِ حال نہ صرف دن بدن بگڑتی جا رہی ہے بلکہ بد سے بدتر ہوتی چلی جا رہی ہے۔

ہمارے پاس قرآن مجید بھی ہے۔ ہمارے پاس رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم کی سُنّت بھی ہے، ہمارے پاس قرآن و سُنّت سکھانے والے علماء کی بھی کوئی کمی نہیں ہے۔ لیکن کیا وجہ ہے کہ باوجود ان سب کے ہوتے ہُوئے ہر طلُوع ہونے والا سُورج مُسلم اکثریت کو پستی کے گڑھوں میں دھکیلتا چلا جا رہا ہے۔ وطنِ عزیز ہندوستان سے شرُوع ہو کر ایشیا کے تمام ممالک کے مُسلمانوں پر ایک طائرانہ نظر ڈالیں۔ یورپ کے بوسنین مُسلمانوں کی حالتِ زار کو دیکھیں، عربوں کی بے چارگی اور افریقن مُسلم ممالک کی بُھکمری اور خانہ جنگی کا جائزہ لیں آپ کو ہر طرف خوف ہی خوف اور موت ہی موت نظر آئے گی۔ عوام عوام سے پھٹے ہوئے ہیں۔ مُلک مُلک آپس میں افتراق و انشقاق کا شکار ہیں۔ جہاں تک مذہبی علماء کا تعلّق ہے وہ اپنے فتوؤں کے ذریعہ ان پھٹے ہوئے دِلوں کو مزید پھاڑنے اور ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی مذموم حرکتوں میں مصروف ہیں۔ اور عجیب بدقسمتی یہ ہے کہ یہ کام ہر فرقے کے علماء قرآن و حدیث اور سُنّت کے نام پر کر رہے ہیں۔

مُسلم عوام، مُسلم ممالک اور مُسلم علماء کی اِس بڑھتی ہوئی ناکامی اور غیروں کے تسلّط و مظالم کے نتیجہ میں آج انصاف پسند اور دردمند مُسلمانوں کے دِلوں میں بڑی شدّت کے ساتھ یہ سوچ پیدا ہو رہی ہے کہ جب تک ساری اُمّتِ مُسلمہ ایک واجب الاطاعت اِمام کا اِنتخاب نہیں کر لیتی اِس اُمّت کا بھلا نہیں ہو سکتا۔ اِن دنوں اس قسم کے خیالات ملک کے مختلف اخبارات میں شائع ہو رہے ہیں۔ لیکن چونکہ سوچیں دنیا پرستی اور ظاہر پرستی کی طرف مائل ہیں، یہ اصحاب اپنے خیالات کو دُنیا کے مروّجہ ترازو پر تولتے ہوئے یہ بات تو کہتے ہیں لیکن یہ نہیں سوچتے کہ اوّل تو ایک شخص کے انتخاب پر اُمّتِ مُسلمہ کے تمام فرقوں کا اکٹھا ہونا ایک امرِ محال ہے۔ لیکن اگر کسی طرح کھینچ تان کر انتخاب ہو بھی جائے تو اِس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ مُسلمانوں کا کوئی بھی طبقہ اُس منتخب شُدہ اِمام کے خلاف عدمِ اعتماد کی کارروائیوں میں شامل نہیں ہوگا۔ یہ بات یقینی ہے کہ جو طبقہ بھی اس امام کے حکموں کو اپنے مفادات کے خلاف محسوس کرے گا، فوراً بائیکاٹ کرے گا۔ اب یا تو وہ اِمام اُن کے ووٹوں کے لالچ میں اُن کی ہر جھوٹی سچی بات ماننے کے لئے تیار ہوگا۔ اور یا پھر اُسے نہایت عزّت و احترام کے ساتھ اپنی کُرسیٔ امامت سے نیچے اُترنا ہوگا۔ اور پھر بات وہیں آ کر ٹھہر جائے گی جہاں سے شرُوع ہوئی تھی۔ سوچیئے کس قدر کمزور ہوگا ایسا اِمام اور کس قدر مضحکہ خیز ہے یہ تصورِ امامت۔

پھر اِس مصیبت کا حل کیا ہے؟ اور اِس بیماری کا علاج کس طرح کیا جائے؟ اِس کے لئے ہمیں قرآن و حدیث کی طرف لَوٹنا ہوگا۔ احادیث کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم نے ظُلمت و تاریکی اور ضلالت و گمراہی کے وقت میں اپنی اُمّت میں آنے والے مجدّدین کی خبر دی ہے (ابوداؤد جلد ۲ باب الملاحم)۔ وہ مُجدّدین جو تاریکی میں روشنی کی کرنیں بن کر چمکیں گے لیکن یہ مجدّدین تیرہ صدیوں تک تو اُمّت میں آتے رہے لیکن عجیب بات ہے کہ اِس چودھویں صدی میں جس کی گمراہی و ظُلمت کو سب ہی باقی زمانوں سے زیادہ تسلیم کرتے ہیں اور جس میں دجّال اور فیج اعوج بھی ظاہر ہو چکا ہے، کوئی مُجدّد نہ آیا۔

حالانکہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم نے چودھویں صدی کے متعلق فرمایا تھا کہ اس میں رُوحانی تاریکی اس قدر شدید ہوگی کہ اُسے دُور کرنے کے لئے امام مہدی اور مسیح موعود آئے گا۔ عجیب بات ہے کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم کے فرمان کے مطابق وہ شدید قسم کی ظلمت تو چاروں طرف پھیل گئی لیکن اُسے دُور کرنے کے لئے رُوحانیت کا چراغ روشن نہ ہُوا۔

جہاں تک چودھویں صدی میں امام مہدی کی آمد کا تعلّق ہے یہ ایک قطعی و یقینی امر ہے جو قرآن و حدیث اور بزرگانِ اُمّت کے بیانات سے ثابت ہے۔ قرآنِ مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ و السّلام کا مثیل بنایا گیا ہے (المزمّل: ۱۶) اور آپؐ کے بعد آنے والے خلفاء کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد آنے والے خلفاء کا مثیل بتایا گیا ہے۔ (النّور: ۵۶) اِسی بناء پر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا کہ میری اُمّت میں بھی اِسی طرح ایک شخص خاتم الخلفاء بن کر ظاہر ہوگا جس طرح سلسلہ موسویہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام خاتم الخلفاء تھے۔ اور یہی وجہ ہے کہ آپؐ نے اپنی اُمّت میں بھی مسیح موعود کے آنے کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا کَیْفَ تَہْلِکُ اُمَّۃٌ اَنَا اَوَّلُھَا وَعِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ اٰخِرُھَا (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۰۳) کہ وہ اُمّت کس طرح ہلاک ہو سکتی ہے جس کے شرُوع میں مَیں ہوں اور جس کے آخر میں مسیح ابن مریم (یعنی مثیل مسیح ابن مریم) ہوگا۔ اور چونکہ اُمّتِ موسویہ کا مسیح حضرت موسیٰؑ کے تیرہ سو سال بعد چودھویں صدی میں مبعوث ہُوا تھا اِس لحاظ سے اُمّتِ محمّدیہ کے مثیلِ مسیح کے لئے بھی ضروری تھا کہ وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے تیرہ سو سال بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہو۔ اِسی بناء پر احادیثِ شریفہ اور اُمّت کے اکثر بزرگان سے یہ ثابت ہے کہ مسیح موعود چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہوگا۔ سوچنے والی بات یہ ہے کہ اب تو چودھویں صدی بھی گُذر گئی۔ کیا وہ پیشگوئیاں نعوذ باللہ جھوٹی ثابت ہوئیں؟ اور کیا صرف اُمّت کی ضلالت و گمراہی والی پیشگوئی ہی صحیح ثابت ہوئی جس میں رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا کہ بدیوں کے مقابلہ میں تم یہودیوں کے قدم بقدم چلوگے (دیکھو مشکوٰۃ کتاب الفتن و اشراط السّاعۃ)

پس ایسا ہرگز نہیں ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم کی پیشگوئی مسیح موعود و مہدیٔ معہود کی آمد کے متعلّق غلط ثابت ہُوئی وہ مسیح موعود اور مہدیٔ معہود تو قادیان کی مقدّس بستی میں عین وقت پر ظاہر ہو چکا ہے۔ (باقی دیکھئے صفحہ ۱۵ پر)

حضرت موسیٰؑ پر ایمان لانے کے بارہ میں آلِ فرعون میں سے ایک شخص کی قیمتی نصیحت

قرآنِ مجید کی یہ نصیحت آج بھی قابلِ عمل ہے!

ارشادِ باری تعالےٰ ہے:-

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَکْتُمُ اِیْمَانَہٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ وَقَدْ جَآءَکُمْ بِالْبَیِّنٰتِ مِنْ رَّبِّکُمْ ؕ وَاِنْ یَّکُ کَاذِبًا فَعَلَیْہِ کَذِبُہٗ ؕ وَاِنْ یَّکُ صَادِقًا یُّصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ (المؤمن: آیت نمبر ۲۹ بشمول بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)

ترجمہ:- اور آلِ فرعون میں سے ایک شخص جو ایماندار تھا مگر اپنا ایمان چھپاتا تھا اُس نے کہا، اے لوگو! کیا تم ایک آدمی کو صرف اِس لئے مارتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ میرا ربّ ہے۔ اور وہ تمہارے ربّ کی طرف سے نشانات بھی لایا ہے۔ اور اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اسی پر پڑے گا۔ اور اگر وہ سچّا ہے تو اُس کی کی ہوئی بعض (انذاری) پیشگوئیاں تمہارے متعلّق پوری ہو جائیں گی۔

فرمان حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مہدیٔ آخر الزمان:-

"مجھے خدا کی پاک اور مُطہّر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ مَیں اُس کی طرف سے مسیحِ موعُود اور مہدیٔ معہود اور اندرونی و بیرونی اختلافات کا حَکَم ہوں۔ یہ جو میرا نام مسیح اور مہدی رکھا گیا ہے ان دونوں ناموں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے مجھے مشرّف فرمایا اور پھر خدا نے بلاواسطہ مکالمہ سے یہی میرا نام رکھا اور پھر زمانے کی حالتِ موجودہ نے تقاضا کیا کہ یہی میرا نام ہو۔"

(اربعین حصہ اوّل صفحہ ۲)

خطبہ جمعہ

مسلمان قوم کیلئے نجات کی دو راہیں ہیں۔ سچ پر قائم ہوں اور صبر سے کام لیں

سورۃ العصر کی بصیرت افروز اور پر ایمان تفسیر!

اس وقت جماعت احمدیہ ہر ملک میں جہاں جہاں بھی بوسنیا کے مہاجرین ہیں غیر معمولی محبت کا سلوک کر رہی ہے

از سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۵؍ تبلیغ (فروری) ۱۳۷۲ ہش / ۱۹۹۳ء بمقام مسجد فضل لندن!

تشہد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کے بعد حضور انور نے سورۃ الصف کی حسب ذیل آیات ۱۱-۱۲ کی تلاوت فرمائی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

قرآن کریم میں بسا اوقات ایک ہی نیکی کو مختلف رنگ میں مختلف الفاظ میں مختلف آیات کریمہ میں بیان فرمایا جاتا ہے۔ اور نتیجۃً بعض دفعہ خدا تعالیٰ کی بعض صفات بیان فرمائی جاتی ہیں بعض دفعہ بعض اور صفات بعض دفعہ ثواب کا ایک نتیجہ دکھایا جاتا ہے اور بعض دفعہ نیکی اور ثواب کا کوئی اور نتیجہ دکھایا جاتا ہے۔ درحقیقت گہرے غور سے پتہ چلتا ہے کہ مختلف صورتحال میں کی جانے والی نیکی دراصل مختلف تقاضے رکھتی ہے اور انسانی حالات کے بدلنے سے نیکی کے اجر بھی بدلتے رہتے ہیں۔

یہ آیات جن کی میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس میں ایک ایسی تجارت کا ذکر فرمایا گیا جس کے نتیجہ میں انسان کو عذاب الیم سے نجات ملے گی حالانکہ باقی جگہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے نتیجہ کے طور پر مثبت رنگ میں ثواب کا ذکر ملتا ہے۔ نہروں والی جنات ہونگی یا یہ ثواب ہوگا یا وہ ثواب ہوگا جزاء کے بہت ہی خوبصورت نقشے کھینچے گئے ہیں۔ لیکن اس آیت میں ایک مختلف انداز ہے کسی مثبت اجر کا وعدہ نہیں بلکہ ایک منفی عذاب سے بچنے کی خوشخبری ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰی تِجَارَۃٍ تُنْجِیْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو

کیا میں تمہیں ایک ایسی تجارت کی خبر دوں

تُنْجِیْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ۔ تمہیں بہت ہی دردناک عذاب سے بچائے گی تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وہ تجارت کیا ہے؟ اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول پر اور (۳۱) کی یعنی اللہ کی راہ میں بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ اپنے اموال کے ذریعہ اور اپنی جانوں کے ذریعہ مجاہدہ کرو ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے کاش کہ تم جانتے۔

گزشتہ خطبہ میں بوسنیا کے مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کا ذکر کیا گیا تھا ان کے تعلق سے مجھے اس آیت کا یہ مفہوم سمجھ آیا کہ انسان جب دنیا میں دردناک حالات سے متاثر ہوتا ہے جب کسی اور پر ظلم توڑا جا رہا ہوتا ہے اور اس سے ہمدردی رکھنے والا دل کسی اور جگہ بیٹھا کٹ رہا ہوتا ہے تو بسا اوقات ایسے وقت میں عذاب الیم سے بچنے کے لئے انسان کی توجہ خصوصیت کے ساتھ دعا کی طرف پھرتی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ صرف دعاؤں سے کام نہیں چلے گا۔ دعائیں وہی مقبول ہوتی ہیں جنہیں نیک اعمال رفعتیں بخش رہے ہوں پس جب بھی تم دنیا میں عذاب الیم کے نمونے دیکھو تو تمہیں ایک ایسے دردناک عذاب سے بچنے کے لئے بھی مجاہدہ کرنا چاہیئے جو انسانوں کے عائد کردہ دردناک عذاب سے بہت زیادہ دردناک ہوگا وہ عذاب الیم ان لوگوں کے لئے مقدر ہے جو بنی نوع انسان پر دردناک عذاب وارد کرتے ہیں دنیا میں جتنی بدیاں ہیں ان کے نتائج ان بدیوں سے براہ راست ایک نوعیت کا تعلق رکھتے ہیں عذاب بھی اسی نوعیت کا ملتا ہے جیسی بدی ہو اور ثواب بھی اسی نوعیت کا ملتا ہے جیسے نیکی ہو۔ پس قیامت کے دن دردناک عذاب انہی لوگوں کو ملے گا جو اس دنیا میں خدا کے بندوں کو دردناک عذاب میں مبتلا کرتے ہیں اور بعض دفعہ یہ وعدہ دنیا میں بھی پورا ہوتا ہے۔ مگر لمبے عرصہ کے بعد کیونکہ قرآن کریم میں حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو مخاطب کرکے یہ فرمایا گیا کہ ہم تیرے دشمنوں کے لئے جو بعض چیزیں وعدہ کر رہے ہیں کہ انہیں ضرور ملیں گی کچھ ہو سکتا ہے تو اپنی زندگی میں دیکھ لے اور کچھ تیری زندگی کے بعد دکھائی جائیں گی کچھ اس دنیا کے عذاب ہیں کچھ اس دنیا کے عذاب ہیں۔ کیونکہ خدا کا تناظر اور ہے اور بندے کا تناظر اور ہے اللہ تعالیٰ کے سامنے یہ ساری کائنات ایک سطح کی طرح ہے۔ اس میں نہ کوئی ماضی ہے نہ حال نہ مستقبل وہ ایک ایسی نظر سے سب واقعات کو اور کائنات کو دیکھ رہا ہے جیسے اس کی تہہ و بر سامنے بچھ گئی ہو۔ پس یہ دنیا ہو یا وہ دنیا ہو اللہ تعالیٰ کے نزدیک وقت کی کوئی جلدی نہیں اور خدا کے صبور ہونے کا ایک یہ بھی مطلب ہے انسان وقت کی نسبت سے بے صبرا ہوتا ہے وقت جتنا آہستہ گذرے اور نتیجہ سے زیادہ پیار ہو (ان دونوں کے درمیان ایک ایسی نسبت ہے کہ وقت آہستہ گذرے) تو نتیجہ دور دکھائی دینے لگتا ہے جس سے پیار ہو اس کے انتظار میں وقت ویسے ہی آہستہ گذرتا ہے اس کے نتیجہ میں بے صبری پیدا ہوتی ہے مگر وہ خدا جو SPACE TIME کا خدا ہے ایسی کائنات کا خدا ہے جہاں مکان اور وقت دونوں ایک دوسرے کے ساتھ مل گئے ہیں اور ایک ہی چیز کے دو جزو بن جاتے ہیں جیسے دو دھاگوں سے ایک چیز بنی جا رہی ہو ایسے ہی عالم وجود وقت اور SPACE دونوں کی بنتی کا نام ہے وہ خدا جو وقت اور مکان سے بالا ہے اس کو یہ ساری چیزیں اپنے سامنے کھلی ہوئی دکھائی دے رہی ہیں اس لئے اسے انتظار میں بے صبری پیدا نہیں ہو سکتی جیسے چیز سامنے دکھائی دے اس طرف بھی اور اس طرف بھی اس کے لئے بے صبری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا پس حقیقت میں اللہ ہی کی ذات صبور ہے ورنہ انسان خواہ کتنا ہی صبر والا ہو کچھ نہ کچھ صبر کے عدم کی کیفیات بھی اس کے ساتھ لگی رہتی ہیں کچھ نہ کچھ بے چینی ضرور رہتی ہے حضرت اقدس

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھیں کہ خدا کی طرف سے غیر معمولی قوت یافتہ تھے لیکن اسلام کی فتح کے انتظار کی باتیں کرتے ہیں تو بے قرار ہو جاتے ہیں یوں لگتا ہے جیسے کوئی بسمل خاک اور خون میں لتھڑا ہوا تڑپ رہا ہو اور عرض کرتے ہیں کہ

شور کیسا ہے ترے کوچہ میں لے جلدی خبر
خوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا

پس حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کی بھی اگر کوئی بے چینی تھی یا کوئی بے صبری تھی تو وہ خدا ہی کے سامنے بیان ہوتی تھی۔ مگر تھی وہ غلبہ اسلام اور نیکیوں کے غلبہ سے متعلق جس چیز سے محبت ہو وہ اگر سامنے دکھائی نہ دینے لگے تو ظاہر ہے کہ اس کے انتظار میں ایک تکلیف کی حالت پیدا ہوتی ہے اور اسی کو بے صبری کہتے ہیں پس اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ دنیا ہو یا وہ دنیا عملاً حقیقتاً کوئی بھی فرق نہیں اس لئے وہ عذاب میں بھی کوئی جلدی نہیں کرتا اور بعض دفعہ عطا میں بھی کوئی جلدی نہیں کرتا عطا میں ہماری بے صبری کی خاطر جلدی کرتا ہے۔ اور کچھ دے دیتا ہے جیسا کہ ہماری جماعت میں کثرت سے یہ مشاہدہ کیا گیا ہے۔ کہ بعض دفعہ ادھر سے نیکی کی، ادھر سے جزاء مل گئی ہاتھوں ہاتھ نقد و نقد سودے چل رہے ہیں لیکن وہ حقیقت میں جزاء نہیں ہے وہ مٹھاس کا ایک لقمہ ہے جو چکھایا جا رہا ہے۔ جیسے کوئی ماں کھانا پکا رہی ہو اور اس کی بڑی اچھی خوشبو اٹھ رہی ہو بچہ پاس سے گزرتا ہے تو ماں اسے بلا کر تھوڑا سا چکھا دیتی ہے یہ مطلب تو نہیں کہ سارا کھانا ہی اس کو مل گیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ بھی نہ سزا میں جلدی کرتا ہے نہ جزاء میں جلدی کرتا ہے۔ ہاں چکھاتا ہے چنانچہ بعض دفعہ عذاب کے لقمے بھی چکھائے جاتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

یہ نشانِ زلزلہ جو ہو چکا منگل کے دن ٭ وہ تو اک لقمہ تھا جو تم کو کھلایا ہے نہار

جس طرح صبح صبح ایک لقمہ کھلایا جاتا ہے نہاری کے طور پر یہ وہ کھلایا گیا ہے ابھی بہت عذاب آنے والے ہیں۔ پس اس نسبت سے اس آیت کا تعلق مجھے ان دردناک حالات سے معلوم ہوا جو عالم اسلام پر اس وقت وارد ہیں اور دن بدن اُن کا دکھ بڑھتا چلا جا رہا ہے اور دردناک عذاب دینے والوں کی بیباکی بڑھتی چلی جا رہی ہے۔

بوسنیا کے متعلق خدا تعالیٰ کے فضل سے اس وقت جماعت احمدیہ ہر ملک میں جہاں جہاں بھی بوسنیا کے مہاجرین ہیں غیر معمولی محبت کا سلوک کر رہی ہے اور بہت محنت کر رہی ہیں چنانچہ تفصیل سے جو رپورٹیں ملتی ہیں اُن سے پتہ چلتا ہے کہ بعض لوگ تو اس بات کے لئے وقف ہو گئے ہیں دن رات

بوسنیا کے مظلوموں کی خدمت

کرنا، اُن سے تعلقات استوار کرنا اُن کو مسجدوں میں لے کر آنا یا اُن تک پہنچ کر اُن کو نیکی کی باتیں پہنچانا اور پھر ہمدردی کے تمام عملی ذرائع کو کام میں لاتے ہوئے اُن کے زخموں کو مندمل کرنے کی کوشش کرنا یہ یورپ کی جماعتوں میں ایک عام دستور ہے اور انگلستان میں خصوصیت کے ساتھ اس سلسلہ میں بہت کام ہو رہا ہے اور میں اللہ تعالیٰ کے بہت ہی احسان کے ساتھ اس بات کا ذکر کرتا ہوں کہ یہاں کی لجنہ کو خصوصیت سے بہت عمدہ خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ چنانچہ چند دن پہلے اسلام آباد میں بوسنین خواتین اور بچوں پر مشتمل ایک بڑا قافلہ آیا جس کا انتظام دو تین جگہ کی لجنات کی شاخوں نے کیا اور بڑی محنت سے احمدی خواتین ان کے گھروں تک پہنچیں اُن کو ساتھ لے کر آئیں اور ایک کافی دلچسپ محفل لگی دلچسپ ان معنوں میں تھی کہ جو آنسو اس مجلس میں بہتے تھے وہ خوشی کے بھی تھے اور غم کے بھی تھے ان چہروں کو جس نے نہیں دیکھا اس کو تصور نہیں ہو سکتا کہ کیسی عجیب کیفیات کے حامل وہ چہرے تھے

ایک طرف اسلام کے نام پر بے پناہ محبت کے نتیجہ میں کھلے جا رہے تھے اور دوسری طرف ان کو اپنے دردناک ماضی کی یادیں آتی تھیں جو قریب کا ماضی ہے اور اس کے نتیجہ میں چہرے پر عجیب قسم کی وحشت دوڑنے لگتی تھی۔ بعض آنکھوں میں مسکراتے ہوئے بھی اتنا گہرا غم تھا کہ اُن میں ڈوب کر انسان کے دل میں ایک ہَول اُٹھتا ہے کہ کس گہرائی کا غم ہے جس کی کوئی اتھاہ دکھائی نہیں دیتی اس ضمن میں خدام الاحمدیہ (یو۔کے) کے سابق صدر صاحب کے سپرد میں نے جو کام کئے تھے اُن میں سے ایک یہ بھی تھا کہ بوسنیا وغیرہ سے متعلق نظر رکھیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ دانشور کیا کہہ رہے ہیں اور مختلف سمت سے بوسنیا کے حق میں یا ان کے حالات کے مختلف پہلوؤں پر جو آوازیں اُٹھ رہی ہیں اُن کو ریکارڈ کریں چنانچہ انہوں نے اب تک کے جو مضامین اکٹھے کر کے مجھے دیے ہیں اُن میں بعض ایسے مضامین ہیں جو فی الواقعہ پڑھے نہیں جا سکتے ۵۰ ہزار سے زائد مسلمان خواتین کی جس دردناک ظالمانہ طریق پر بے حرمتی کی گئی ہے اس کی تفصیل بیان کرنے کا نہ یہ موقع ہے نہ مجھ سے ہو سکے گی لیکن ان میں سے اکثریت کو بہیمانہ سلوک کے بعد بڑے ہی ناقابل بیان طریق پر یا ذبح کیا گیا ہے یا آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتے ہوئے گولیاں مار کر مارا گیا ہے۔ اتنے مظالم ہیں کہ آپ ان کا تصور بھی نہیں کر سکتے کہ کس طریق پر کیسے کیسے مظالم توڑے گئے اور بہت سے ایسے مظالم ہیں جہاں ظلم کرنے والوں نے بعض دوسرے یورپین انٹرویو لینے والوں کو انٹرویو کے دوران بڑے فخر سے بتایا کہ ہم یہ کرتے ہیں اور ہمیں اس کا حکم دیا گیا ہے تو بہت ہی دردناک حالات ہیں اور یہ دردناک حالات ایک غیر منصفانہ دور میں ایک جگہ سے دوسری جگہ بھی منتقل ہو سکتے ہیں

یہ دَور ناانصافیوں کا دَور ہے

یہ جو NEW WORLD ORDER کا تصور ہے یہ کوئی خدا کا تقویٰ رکھنے والوں کا تو نیو ورلڈ آرڈر نہیں ہے۔ یہ اللہ سے اور بندوں سے محبت رکھنے والوں کا نیو ورلڈ آرڈر تو نہیں ہے۔ یہ انصاف اور رحم سے خالی دلوں کا نیو ورلڈ آرڈر ہے یہ ایک تعلّی کی آواز ہے جو آپ کو سنائی دے رہی ہے۔ جب ایک ظالم دیکھتا ہے کہ اب اس کے ہاتھ روکنے والا دوسرا ظالم میدان میں نہیں رہا تو پھر چنگھاڑتا ہوا وہ اپنے شکار پر حملہ آور ہوتا ہے اور سمجھتا ہے کوئی میرے ہاتھ روک نہیں سکتا۔ یہ جو جانوروں کی دنیا کے نقشے تصویروں میں دکھائے جاتے ہیں ایسے حالات بعض دفعہ اُن میں دکھائی دیتے ہیں۔ ایک جانور کو گرا کر زخمی کر کے ایک درندہ اس کو کھانے پر تیار بیٹھا ہے کہ ایک اور درندہ دوسری طرف سے آ جاتا ہے اور دونوں ایک دوسرے پر کچھ دیر غراتے ہیں اور اس کے بعد ایک جو کمزور ہے وہ چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے۔ پھر وہ اس کو جس طرح بے فکر ہو کر بھنبھوڑتا ہے اور جس طرح بھنبھوڑنے والے یعنی فاتح درندے کے چہرے پر جیسے بے تکلف ظلم کے آثار ہوتے ہیں کہ کوئی نہیں ہے مجھے پوچھنے والا، یہی حال آج کی دنیا میں طاقتور قوموں کا ہے۔ یہ نیو ورلڈ آرڈر ہے جس کو دنیا کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔

آپ عالم اسلام پر نظر دوڑا کر دیکھیں تو آپ کو ایک طرف بوسنیا دکھائی دے گا۔ ایک طرف فلسطین دکھائی دے گا ایک طرف کشمیر اور بمبئی اور اسی طرح ہندوستان کے بعض دوسرے علاقے دکھائی دیں گے۔ پھر آپ کو عراق میں مختلف مناظر نظر آئیں گے کہیں وہ شیعہ یا کرد اقلیتیں ہیں جن پر کہا جاتا ہے کہ صدام حسین نے ظلم کئے تھے۔ کہیں سارے عراق کے باشندے ہیں جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ ایک ڈکٹیٹر کے جبر کے نیچے مجبور ہیں اور اس کے مقابل پر ان سب پر عرصہ حیات تنگ کر دینے کی ظالمانہ کارروائیاں اور یہ کہتے ہوئے اُن کو مجبور کرنا کہ جب تک تم صدام حسین کو اپنے اوپر سے ہٹاؤ گے نہیں ہم تم پر ظلم کرتے رہیں گے عجیب دغریب انصاف کے نئے

مشہور کئے جا رہے ہیں جو کسی معمولی عقل رکھنے والے کو بھی سمجھ نہیں آسکتے کہ کیسا انصاف ہے۔ ایک طرف فلسطین کا سوال ہے۔ وہاں ایک چھوٹے سے دائرے میں رہنے والی چھوٹی سی حکومت رعونت میں بہت بڑھی ہوئی حکومت ہے اور وہ جب چاہے جس طرح چاہے۔ بیچارے نہتے فلسطینیوں پر جس رنگ میں چاہے ظلم کرتی چلی جائے اور اس کے متعلق جب کوئی آواز اٹھتی ہے تو اس پر بڑی قوموں کا ایک ردّ عمل ہوتا ہے۔ دوسری طرف بوسینیا کے مسلمانوں پر مظالم کا ایک ردّ عمل ہے۔ تیسری طرف کشمیر کے اور ہندوستان کے دیگر مسلمانوں پر مظالم کا ایک ردّ عمل ہے۔ پھر عراق کی بات ہے۔ ان سب کا موازنہ کرکے آپ دیکھیں تو آپ کو پتہ چل جائے گا کہ ہر جگہ پیمانے بدلے ہیں۔ کہیں آنکھیں بند کرلی گئی ہیں تو ذکر ہی کوئی نہیں چل رہا حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ کشمیر میں مسلمانوں پر ایسے زبردست مظالم توڑے جا رہے ہیں کہ خود ہندو منصف مزاج لوگوں نے اور صاحب حق لوگوں نے اس کے خلاف بڑی شدّت سے آواز اٹھائی ہے۔ حکومت کی قائم کردہ تحقیقاتی کمیٹیوں نے ثابت کیا ہے کہ ہماری فوج کی طرف سے بہت ہی بہیمانہ مظالم مظلوم مسلمانوں پر توڑے گئے ہیں لیکن آپ کو کوئی ذکر نہیں ملے گا کہ یہاں کوئی واقعہ بھی ہو رہا ہے لیکن عراق کو دیکھیں کہا جاتا ہے کہ اس نے کسی وقت شیعوں پر ظلم کئے تھے یا کُردوں پر کئے تھے چنانچہ ان موہوم ظلموں کی یاد میں عراق کی ساری آبادی کو مظالم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ ایک طرف یہ انصاف ہے دوسری طرف اسرائیل کا حال ہے کہ تمام دنیا کی اپیلوں کو رد کرتے ہوئے، تمام دنیا کی طرف سے بارہا توجہ دلانے کے باوجود اور یونائیٹڈ نیشنز میں اس موضوع پہ بحثوں کے باوجود اسرائیل اپنی جگہ پر اڑا رہا کہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ میں ان

چار سو فلسطینی

مسلمانوں کو واپس اپنے ملک میں لے لوں جن کو اسرائیل کی حکومت نے جبراً اپنے ملک سے باہر نکال پھینکا ہے جن کا کوئی بھی ملک نہیں۔ جن کو مدد دینے کے لئے جو کوششیں کی جاتی ہیں ان کا راستہ میں بھی خود اسرائیل روک رہا ہے۔ بہت ہی دردناک حالات میں خیموں میں زندگی گزار رہے ہیں۔ اُن کے متعلق ساری دنیا کی اپیلیں ردکی جا رہی ہیں کہ ہمیں کوئی پرواہ نہیں۔ جب یہ معاملہ سیکیورٹی کونسل میں پہنچا تو ابتدائی ریزولیوشن کے الفاظ ایوں معلوم ہوتا تھا کہ اگر منظور ہو گئے تو اسرائیل کے لئے اب کوئی فرار کی راہ باقی نہیں رہے گی۔ بڑے شدت کے الفاظ کے ساتھ جس طرح عراق کے خلاف استعمال کئے گئے تھے اس سے کچھ ملتے جلتے تھے، ویسے سخت نہ سہی لیکن ان میں سیکیورٹی کونسل سے یہ مطالبہ تھا کہ ایک ریزولیوشن پاس کرو کہ اگر اسرائیل نے ان چار سو مسلمانوں کو واپس قبول نہ کیا تو اس کے خلاف SANCTIONS عائد کی جائیں گی یعنی پابندیاں عائد کی جائیں گی کہ اس کے ساتھ تمام دنیا کے تجارتی اور دیگر روابط کٹ جائیں۔ اس کا اسرائیل نے جو جواب دیا وہ آپ لوگوں نے ٹیلی ویژن میں بھی دیکھا ہوگا۔ اخبارات میں بھی پڑھا ہوگا۔ ریڈیو پر سنا ہوگا۔ ایسی بے حیائی سے سر اٹھا کر یونائیٹڈ نیشنز کی آواز کو یوں ٹھوکر ماری ہے جیسے کوئی بھونکنے والے کتے کا منہ توڑ دیتا ہے اور امریکہ کے صدر کو مخاطب کرکے کہا ہے کہ تم کرکے تو دیکھو اور پھر اس کا جو نتیجہ نکلا اس پہ مجھے پرانے زمانے کا احمدیہ ہوسٹل کا ایک واقعہ یاد آگیا جب کہ ہم گورنمنٹ کالج میں پڑھا کرتے تھے۔ یہ تقسیم ہند سے پہلے کی بات ہے۔ وہاں ایک دفعہ راجہ محمد اسلم صاحب جو مرشد وہیں مشہور تھے اور بہت مخلص تھے اور مقابلے کے امتحانوں میں گولڈ میڈل لینے والے تھے ان کا ایک صدمہ کی وجہ سے دماغ پھر گیا تھا تو وہ بیچارے اسی حالت میں احمدیہ ہوسٹل میں آکر ٹھیرا کرتے تھے جب کہ سر پر یہ جنون سوار

تھا کہ میں لوگوں کی شادیاں کروا دوں اور آج بھی کئی احمدیوں کے دماغ میں یہ ہے۔ میں کسی دن اس کا ذکر کروں گا۔ ان کو شادیوں کا شوق اس لئے تھا کہ جس وجہ سے وہ پاگل ہوئے تھے وہ شادی کے سلسلہ میں ہی ایک صدمہ تھا۔ بہت ہی قابل انسان۔ بہت ہی مخلص اور فدائی اور غیر معمولی ذہین لیکن ایسا شدید کرب آکر ان کا دماغ ہِل گیا۔ احمدیہ ہوسٹل میں بیٹھے بیٹھے قریباً ہفتہ گزر گیا۔ وہ آئے دن لوگوں کے رشتے جوڑتے تھے۔ کسی لڑکے کو پکڑ لیا کہ آؤ میں نے تمہارے لئے فلاں رشتہ ڈھونڈا ہے اور کسی دوسرے کو پکڑا کہ تمہارے لئے فلاں رشتہ ڈھونڈا ہے۔ کسی کو دوسری شادی کسی کو تیسری شادی کی تلقین۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب بہت شریف انسان تھے بڑے نرم دل اور تحمل سے بات کرنے والے لیکن آخر وہ تنگ آگئے۔ انہوں نے ایک دفعہ صبح کی نماز کے بعد راجہ صاحب کو مخاطب کرکے بڑے ادب سے فرمایا کہ دیکھیں راجہ صاحب! میں آپ کا بہت احترام کرتا ہوں۔ بڑی عزت ہے لیکن قانون تو قانون ہی ہے۔ اب دیکھیں جماعت کا قانون ہے کہ کوئی غیر طالب علم جو اس ہوسٹل کا باشندہ نہیں ہے وہ یہاں نہیں رہ سکتا اور آپ کو سات دن ہو گئے ہیں تو میں بڑے ادب سے آپ سے بات کر رہا ہوں کہ مہربانی فرما کر یہ جگہ چھوڑ دیں۔ انہوں نے فوراً پلٹ کر اُن سے کہا کہ سپرنٹنڈنٹ صاحب یہ آپ حکم دے رہے ہیں یا درخواست کر رہے ہیں کیونکہ ان کی دیوانگی کا ایک رعب تھا اور سپرنٹنڈنٹ صاحب ویسے ہی ذرا شریف النفس اور نرم دل کے آدمی تھے انہوں نے گھبرا کر کہا کہ راجہ صاحب میں درخواست کر رہا ہوں، عرض کر رہا ہوں۔ فوراً راجہ صاحب نے کہا۔

چل اُوئے ٹیکیا نامنظور

ٹیکیا پنجابی محاورہ ہے۔ مجھے تو ابھی تک اس کا مطلب سمجھ نہیں آیا لیکن کوئی تحقیر کا ایک لفظ ہے کہ چل اوئے ٹیکیا نامنظور کہ اگر درخواست ہے تو یہ نامنظور ہے تو اسرائیل کے سلسلہ میں وہ جو تحکمات تھے اب وہ درخواست بن گئے ہیں۔ جب اسرائیل نے اسی دیوانگی کے عالم میں جو تکبر اور رعونت سے پیدا ہوتی ہے مڑ کر کہا کہ بتاؤ یہ کیا ریزولیوشن منظور ہونے والا ہے۔ حکم دینے لگے ہو یا درخواست کرنے لگے ہو تو انگلستان جس نے یہ ریزولیوشن MOVE کیا تھا انہوں نے بڑے ادب سے عرض کیا کہ حضور ہم درخواست کر رہے ہیں۔ اس کا جواب وہی ہوگا جو میں بتا چکا ہوں کہ چل اُوئے ٹیکیا نامنظور۔

یہ انصاف کا اور دنیا میں امن قائم کرنے کا ایک پیمانہ ہے جو مغربی قومیں آپس کے تعلقات میں برتتی ہیں۔ جب یوگوسلاویہ کے عیسائی یا دہریہ ظالم ہوں اور مسلمان مظلوم ہوں۔ جب فلسطین کے مظلوم اور دنیا کے ستائے ہوئے بیچارے مسلمان مظالم کا نشانہ بنائے جا رہے ہوں اور اپنے ساتھی سفید فام یہودی ظلم کرنے والے ہوں تو انصاف کے تقاضے امن قائم کرنے کے پیمانے سب کچھ بدل جاتے ہیں۔ دوسری طرف اگر مسلمان کو ظالم کے طور پر پیش کیا جائے خواہ وہ مسلمانوں پر ہی کر رہا ہو تو ان سے برداشت نہیں ہوتا کہ کوئی مسلمان کسی مسلمان پر ظلم کرے۔ کہتے ہیں یہ صدام حسین کیسا مسلمان بنا پھرتا ہے۔ اپنے مسلمان بھائیوں پر ظلم کر رہا ہے ہم دنیا کی آزاد قومیں برداشت کیسے کرسکتی ہیں کہ کوئی مسلمان اپنی رعونت میں اپنے مسلمان بھائیوں پر ظلم کرے۔ جب بابری مسجد کے نتیجہ میں مظالم کا ایک سلسلہ شروع ہوتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ ان کی اندرونی باتیں ہیں۔ ملک کے اندر کیسے کوئی دخل دے سکتا ہے۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔ بابری مسجد کے قصے ہندوستان کے قصے۔ بیرونی طاقتوں کو کیا حق ہے۔ کہ کسی اور ملک میں جاکر دخل اندازی کرے تو یہ ہے انصاف کا عالم اور یہ نیو ورلڈ آرڈر ہے۔ سوال یہ ہے کہ مسلمانوں کو اس وقت کیا کرنا چاہئے؟ کیا کرسکتے ہیں؟ جو بات میں کہوں گا وہ بظاہر تو آپ کو بیہودہ سی دکھائی دے رہی ہوگی۔ لیکن بہت بڑی بات ہے کیونکہ

قرآن کریم نے ان مسائل کا یہی حل بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ سورۃ والعصر میں جس کا میں پہلے بھی بارہا ذکر کر چکا ہوں اس زمانے کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرمایا گیا:

وَالْعَصْرِ ۙ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۙ (سورۃ العصر آیت ۲-۳)

زمانہ گواہ ہوگا کہ جب ناانصافی کی حکومت ہوگی۔ جب عدل دنیا سے اٹھ جائے گا تو انسان لازماً گھاٹے میں ہوگا۔ اس میں ناانصافی اور عدل کے فقدان کا ذکر دراصل اگلی نصیحت کے دوسرے پہلو میں شامل ہے۔ اگر علاج حق بیان کیا جا رہا ہو تو صاف ظاہر ہے کہ جھوٹ کی حکومت ہے اور جھوٹ بیماری ہے جس کے نتیجہ میں انسان گھاٹے میں ہے جب صبر کی نصیحت کی جا رہی ہے تو صاف ظاہر ہے کہ ظلم ہو رہا ہے اور عدل کا خون ہو رہا ہے۔ پس یہ مضمون میں اپنی طرف سے اس چھوٹی سی سورۃ کی طرف منسوب نہیں کر رہا اس سورۃ کے اندر گہرے مطالب پنہاں ہیں جو باقاعدہ تلاش سے دکھائی دینے لگتے ہیں نظر آتے ہیں۔ کھلم کھلا وہاں موجود ہیں۔ پس فرمایا کہ کل عالم اس وقت گھاٹے میں ہوگا اور زمانہ اپنے اطوار سے اس گھاٹے کی گواہی دیگا۔ نصیحت یہ فرمائی کہ اس کا علاج سچ اختیار کرنا اور حق کی نصیحت کرتے ہوئے کرنا۔ سچائی پر قائم رہتے ہوئے سچائی کی نصیحت کرنا اور صبر پر قائم رہتے ہوئے صبر کا دامن پکڑے ہوئے صبر کی نصیحت کرنا۔

اس نصیحت میں دو حقیقتیں

زمانے کی دو بیماریاں

ہمیں بتا دی گئیں اور مفسرین بالعموم مثبت پہلو کو تو سامنے رکھتے ہیں اور رکھنا بھی چاہیئے لیکن یہ معلوم نہیں کرتے کہ یہ مثبت پہلو کیوں بیان کئے گئے ہیں۔ اس لئے کہ زمانہ ان دونوں باتوں سے عاری ہوگا اس لئے ان کی تلقین فرمائی گئی کہ اے مسلمانو! اگر تم زمانے کی تقدیر بدلنا چاہتے ہو تو بیماری کو دیکھو۔ بیماری کا حل تلاش کرو۔ جیسی بیماری ہے ویسی دوا ہونی چاہیئے اور فرمایا کہ ہم تمہیں دوا بتا دیتے ہیں اور وہ بعینہٖ مرض کے مطابق ہے۔ دوا یہ ہے کہ سچ پر قائم ہو جانا اور سچ کی تعلیم میں سچائی سے کام لینا۔ دوا یہ ہے کہ صبر کی نصیحت کرنا لیکن صبر پر قائم رہتے ہوئے، خود صبر کے نمونے دکھاتے ہوئے۔ ان آیات سے اس وقت کی دنیا کا جو منفی نقشہ ابھرتا ہے وہ مجھے بالکل صاف دکھائی دے رہا ہے۔ ایسا زمانہ ہے جہاں سارے بدبخت جھوٹے ہو گئے ہیں۔ چھوٹے بھی جھوٹے، بڑے بھی جھوٹے، سیاستدان بھی جھوٹے اور مذہبی راہنما بھی جھوٹے۔ حکومتیں بھی جھوٹی اور رعایا بھی جھوٹی۔ امیر بھی جھوٹا اور غریب بھی جھوٹا۔ اگر جھوٹ کا یہ نقشہ اتنا عام نہ ہوتا تو خدا سارے زمانہ کو یہ نہ کہتا کہ گھاٹے میں چلا گیا ہے۔ سارا انسان گھاٹے میں نہ جاتا۔ "الانسان" کے گھاٹے میں جانے کا مطلب یہ ہے کہ تمام بنی نوع انسان ان بد صفات میں ملوث ہو چکے ہیں۔ ان برائیوں ان جرائم میں ڈوب گئے ہیں۔ ہر جگہ جھوٹ ہی جھوٹ ہے۔ پس آج کی سیاست کا جو نقشہ آپ کو دکھائی دے رہا ہے۔ آج تجارت کے جو نقشے آپ کو دکھائی دیتے ہیں۔ ملک میں حکومت اور رعایا کے تعلقات کے جو نقشے آپ کو نظر آتے ہیں۔ جس طرف آپ نظر ڈال کر دیکھ لیں سب میں بنیادی جرم جھوٹ کا جرم ہے جو قدر مشترک ہے اور یہ اتنا عام ہے کہ ہر سطح پر رچ بس گیا ہے اور ایک کا دوسرے سے فرق نہیں کیا جا سکتا۔ پہلے کہا جاتا تھا کہ رعایا جھوٹی ہے یا بادشاہ جھوٹا ہے۔ قرآن فرماتا ہے کہ جس زمانہ کی ہم بات کر رہے ہیں رعایا بھی جھوٹی ہوگی اور بادشاہ بھی جھوٹا ہوگا۔ چھوٹے ملک بھی جھوٹے ہوں گے اور بڑے ملک بھی جھوٹے ہوں گے اور اگر تم زمانہ کو اس مرض سے شفا بخشنا چاہتے ہو تو تمہیں سچا ہونا پڑے گا۔ سچائی کا دامن پکڑو گے اور پھر سچائی کی نصیحت کرو گے تو تمہاری نصیحت میں طاقت ہوگی اور زمانے کے اطوار بدل سکو گے ورنہ نہیں۔ پھر صبر کا مضمون چھیڑ کر بتایا کہ لوگ بہت مظلوم ہوں گے۔ انسان بحیثیت انسان مظلوم ہوگا اور یہ جو نقشہ ہے یہ حقیقت میں مالک پر بھی اطلاق پاتا ہے اور مزدور پر بھی۔ حکومت پر بھی اور رعایا پر بھی کیونکہ جن ملکوں پر آپ ظالم حکومتوں کو دیکھتے ہیں ان کے گزشتہ چند سال کے انقلابات پر اگر وہاں انقلاب آتے رہے ہوں غور کر کے دیکھ لیں اور اسی طرح باقی دنیا کے حالات کا اندازہ کریں تو پتہ چلے گا کہ انقلاب لانے والے بھی جب حکومتوں پر فائز ہوتے ہیں تو ظالم بن کر ہی ابھرتے ہیں۔ جب اشتراکیت کا انقلاب آیا تھا تو وہ ظلم کے خلاف انقلاب تھا لیکن انقلاب خود اپنی ذات میں ظالمانہ تھا۔ جب ظلم کے نام پر ظالم کے خلاف جہاد کرنے والے حکومت پر فائز ہوئے تو وہ خود ظالم بن گئے۔ اسی طرح ظلم کے خلاف ایک انقلاب ایران میں آیا تھا اور بعد میں جس طرح بعض لوگوں کا قتل عام ہوا ہے دنیا کا کوئی انصاف پسند یہ نہیں کہہ سکتا کہ ظلم کا جواب اس طرح دیا جانا چاہیئے تو جہاں جہاں بھی دنیا میں انقلاب آ رہے ہیں ایک ظالم کے خلاف ایک مظلوم انقلاب لاتا ہے۔ لیکن جب اس مقام پر پہنچتا ہے جہاں پہلے ظالم فائز تھا تو خود ظالم بن کر ظاہر ہوتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ مخفی ظلم کی رگ ہر انسان کے اندر پھڑک رہی ہے۔ ہر انسان سے مراد یہ نہیں کہ استثناء کوئی نہیں۔ قرآن کریم خود استثناء فرماتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ اتنی عام بات ہے کہ گویا ہم کہہ سکتے ہیں کہ سارا زمانہ ظلم کا شکار ہو چکا ہے۔ اور بے صبرا ہو گیا ہے۔ بے صبرا پن ان لوگوں کا بہت ہی خوبصورت نقشہ کھینچ رہا ہے جن کو حکومت میں بھی چین نہیں اور جو محکوم ہے ان کو تو ویسے ہی چین نہیں۔ امیروں کو بھی چین نہیں اور غریبوں کو بھی چین نہیں ہے۔ اگر آپ اس وقت دولت مندوں کا حال دیکھیں تو آپ حقیقت میں حیران ہوں گے کہ دولت مند بھی بڑے سخت بے چین اور بے قرار ہیں۔ ان میں بھی ایسی تکلیفیں ہیں جنہوں نے ان کو بے صبر کر دیا ہے اور کئی دفعہ اچانک ایسے حالات سامنے آتے ہیں جن سے ہمیں نمونۃً اندازہ ہو جاتا ہے کہ بظاہر خوش باش اور عیش و عشرت میں ملوث دولت مندوں کے دلوں کی کیا کیفیت ہے۔ ابھی چند دن ہوئے انگلستان کے ایک امیر ترین آدمی کی ایک بیٹی نے خودکشی کی ہے۔ جس کی کہانیاں اخبارات اور ریڈیو وغیرہ کے ذریعہ عام مشتہر کی گئیں اور دنیا کی ہر نعمت اسے میسر تھی۔ بے حد محبت کرنے والا باپ تھا لیکن دل تھا کہ اس میں ایک جہنم بھڑک رہی تھی اور بعض دفعہ ایسے ایسے واقعات نظر آنے لگ جاتے ہیں یعنی سطح پر ابھر آتے ہیں لیکن سطح کے نیچے ایک تلاطم برپا ہے۔ وہ خدا جو عالم الغیب والشہادۃ ہے اس کے لئے تو نہ سطح کی کوئی حقیقت نہ تہہ کی کوئی حقیقت۔ بیک وقت اس کی سطح پر بھی نظر ہوتی ہے اور تہہ پر بھی نظر ہوتی ہے۔ پس جھوٹ کا قرآن کریم میں جو نقشہ کھینچا گیا کہ کل عالم کو جھوٹ غرق کر دیگا۔ انسان بحیثیت انسان جھوٹا ہو جائیگا۔ اس کا تو ہمیں علم ہے۔ ہم آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں لیکن صبر کا جو مضمون ہے اس کے بعض پہلو ابھی ہماری نظر سے بعض حقیقتاً مخفی ہیں۔ اس لئے پہلی گواہی کے سچا ہونے کے نتیجہ میں ہم پورا یقین کر سکتے ہیں کہ اگلی بات بھی اسی طرح سچی ہے۔ یہ جو بڑی بڑی حکومتیں ہیں ان کے سربراہ اور حکومت پر فائز افسران یا سیاستدان یہ خود بھی بے چین ہیں اور یہ بے چینی بڑھ رہی ہے چنانچہ اس وقت یورپ میں جو کیفیت ہے اگر آپ گہری نظر سے یورپ کی سیاست کا تجزیہ کریں تو ہر حکومت پہلے سے بڑھ کر بے چین ہو رہی ہے اور امریکہ کا بھی یہی حال ہے۔ ایک بے چینی کم کرتے ہیں تو دوسری بے چینی آ لیتی ہے اور ایک طرف سے توجہ ہٹانے کی خاطر کوئی دوسرا ظلم کرتے ہیں تو جس طرف سے توجہ ہٹائی جاتی ہے وہاں مواد اٹھنا شروع ہو جاتا ہے اور ابلنا شروع ہو جاتا ہے تو اس وقت سارا عالم بے چین ہے۔

کوئی بڑا چین میں بیٹھا ہوا ہے، صبر کے ساتھ ہے نہ کوئی چھوٹا صبر کے ساتھ ہے۔ مسلمانوں کو ہدایت فرمائی کہ تم صبر سے کام لینا اور مسلمانوں نے چونکہ اس زمانہ میں خصوصیت سے مظلوم بننا تھا اس لئے خصوصیت سے صبر کی تلقین فرمائی۔ پس مسلمان قوم کے لئے

نجات کی یہ دو ہی راہیں ہیں۔

سچ پر قائم ہوں اور اس وقت بدنصیبی کے ساتھ مسلمان ملکوں میں اتنا جھوٹ ہے کہ جس طرح سڑے ہوئے گوشت میں سنڈیاں دکھائی دیتی ہیں اسی طرح کثرت سے جھوٹ بولنے والے جو معاشرے میں کلبلا رہے ہیں۔ بہت ہی مکروہ نظارے ہیں اور چھوٹے بڑے اکثر جھوٹے ہو چکے ہیں۔ سیاستدان تو بطور پیشہ ہی جھوٹا ہے۔ حکومت سے باہر رہتے ہوئے سیاستدان جھوٹ کو نفرت سے دیکھتا ہے۔ جھوٹ پر تنقید کرتا ہے۔ جھوٹ کو پاؤں تلے روندنے کے دعوے کرتا ہے مگر وہی سیاستدان جب حکومت میں آتا ہے تو جھوٹ اس کا اوڑھنا بچھونا بن جاتا ہے۔ لیکن کسی ایک ملک کی بات نہیں کر رہا۔ یہ ایک عمومی صورت حال ہے جو ساری دنیا میں دکھائی دیتی ہے اور مسلمان ممالک بدقسمتی سے اس سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔ پس مسلمانوں کے لئے بطور خاص نصیحت ہے کہ تم حق پر قائم ہو۔ حق کی طرف لوٹو ورنہ تم بھی گھاٹے پانے والے انسانوں کی طرح اس گھاٹے والے زمانے کا شکار ہو جاؤ گے۔ اور فرمایا: صبر سے کام لینا۔ ان مظالم کے وقت حقیقت میں سوائے صبر کے اور کوئی چارہ نہیں۔ اگر مسلمان صبر سے کام لیں تو ان کو اپنے حالات کا جائزہ لینے کا اور دشمن کے شر سے بچنے کا بھی زیادہ وقت ملے گا۔ جب صبر کی تلقین کی جاتی ہے تو لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم پر ظلم کر رہا ہے۔ ظالموں کے حق میں بول رہا ہے لیکن خدا کی نصیحت صبر کی ہے تو اگر صبر کی نصیحت میں نہیں کروں گا تو جھوٹ بولوں گا۔ اگر بے چینی اور بے تاب ردعمل کی تلقین کروں گا تو یہ جھوٹ ہوگا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اس دور میں مسلمان کو سب سے زیادہ صبر کی تلقین کی ضرورت ہے اور صبر کے نتیجہ میں بہت سے بڑے مظالم جو آگے ان کی راہ تک رہے ہیں۔ اس راستے پر بہت سی کمین گاہیں ہیں جس راستے پر آج ہم چل رہے ہیں اور بہت سے حملے ہو رہے ہیں، ہو چکے ہیں اور بہت سے ہونے والے باقی ہیں ان سے نجات کی یہی راہ ہے کہ ہم اس وقت فوراً صبر کی پناہ میں آجائیں۔ مجھے یاد ہے کچھ عرصہ پہلے یوگوسلاویہ کے البانیہ کے باشندے، ان کے کچھ لیڈر میرے پاس مشورہ کے لئے آئے۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب کروشیا کی طرف سے نئی نئی بغاوت ہوئی تھی اور وہ توہین جن میں البانیہ کے مسلمان بھی ہیں اور بوسنیا کے مسلمان بھی ہیں ان میں یہ خیالات پیدا ہو رہے تھے کہ ہم بھی بغاوت کر کے۔ ہم بھی کھلی جنگ کے ذریعہ اپنے سابقہ مظالم کا بدلہ لیں اور اپنی آزاد حکومتیں قائم کریں تو ایک گروہ جو یورپ سے آنے والے مختلف البانیئے راہنماؤں پر مشتمل تھا وہ مشورہ کے لئے میرے پاس آیا تو میں نے ان سے کہا کہ دیکھو تم اس وقت تلوار کے ذریعہ یوگوسلاویہ کی حکومت کا تختہ الٹنے کا تصور بھی نہ کرنا۔ میں نے کہا کہ کروشیا میں جو کچھ ہو رہا ہے یہ تو کچھ بھی نہیں ہے۔ اس کے مقابل پر جو تمہارے ساتھ ہوگا۔ کروشیا پر باوجود اس کے کہ مذہبی اختلاف نہیں تھا پھر بھی بڑے مظالم توڑے گئے اور کروشیا کی اہل مغرب نے بڑی سنجیدگی کے ساتھ مدد بھی کی ہے۔ میں نے کہا کہ تمہاری مدد کو کوئی نہیں آئے گا۔ جو مسلمان تمہیں ہتھیار دیں گے اگر کوئی دیں گے تو وہ ہاتھ کھینچ لیں گے اور جب مغرب نے ہتھیاروں کے داخلے پر قدغن لگائی تو کسی کی مجال نہیں ہوگی کہ وہ تمہیں ہتھیار پہنچا سکے اور بالکل برباد کر دیئے جاؤ گے۔ جس حال پر آج ہو اس سے ہزاروں گنا بدتر حال ہو جائے گا۔ اس لئے سنجیدگی کے ساتھ اگر اپنی فلاح کی باتیں سوچنا چاہتے ہو تو وہ میں تمہیں سمجھاتا ہوں۔ چنانچہ میں نے ان کو چند باتیں سمجھائیں کہ اس طرح پر پہلے اپنے آپ کو منظم کرو۔ اپنے ہاتھ درست کرو۔ اپنی اقتصادیات کی فکر کرو۔ اپنی تعلیم کا معیار اونچا کرو اور رفتہ رفتہ آزادی لے کر تھوڑا تھوڑا کچھ دم خم اپنے اندر پیدا کرو۔ غرضیکہ اور بہت سی باتیں تھیں جن کا تفصیلی ذکر یہاں مناسب نہیں۔ ان میں سے کچھ ایسے تھے جو بہت مطمئن ہو کر گئے۔ کچھ ایسے تھے جنہوں نے اپنی بے چینی کا کھلم کھلا اظہار کیا کہ دیکھا! تمہارے متعلق کہتے تھے ناکہ تم مغرب کا لگایا ہوا پودا ہو۔ ویسے ہی مشورے دیتے ہو۔ میں نے ان کو کہا کہ وقت آئے گا جو آپ کو بتا دے گا کہ میں خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہوں، مغرب کا پودا نہیں ہوں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہیں۔ وہ جب آپ کو عقل کے مشورے دیتے ہیں تو آپ کہہ دیتے ہیں کہ یہ دشمن کے حق میں باتیں کی جا رہی ہیں اور جو آپ کو بظاہر حق میں مشورہ دیتے ہیں وہ آپ کو دشمن کے چنگل میں پھنسا دیتے ہیں۔ ایسی مصیبتوں میں مبتلا کر دیتے ہیں جن سے نجات ممکن نہیں رہتی۔ آپ دیکھیں گے کہ وقت بتائے گا کہ ہم اُمّتِ مسلمہ کے سچے خیر خواہ ہیں اور ہم سے زیادہ ہمدردانہ مشورہ اُمّتِ مسلمہ کو کوئی نہیں دے سکتا۔ اس کے بعد مجھے بعض یوگوسلاویین ملے۔ ان میں سے بعضوں کے علم میں یہ بات تھی بعضوں کے نہیں تھی۔ جب ان سے بات کی گئی تو انہوں نے کہا کہ آپ نے ہمارے اوپر بڑا احسان کیا۔ ان دنوں میں واقعی جذبات میں بڑا اشتعال تھا اور بڑی کھچڑیاں پک رہی تھیں۔ اگر ہم کوئی ایسی غلطی کر بیٹھتے تو آج ہم نے بوسنیا کے مسلمانوں کا جو حال دیکھا ہے یہی حال آج ہمارا ہونا تھا بلکہ شاید اس سے بھی بدتر ہوتا تو اس وقت صبر کی ضرورت ہے اور یہ دونوں صفات مسلمان ممالک کو پہلے اپنے اندر نافذ کرنی چاہئیں۔ جب تک مسلمان ممالک سچائی اور صبر کی طرف نہیں لوٹیں گے اس وقت تک مسلمان ممالک میں کوئی طاقت پیدا نہیں ہو سکتی۔ صبر جیسی دنیا میں کوئی طاقت نہیں ہے۔ صبر کرنے والے کی جو طاقت ہے وہ دنیا کے اعتبار سے بھی ایک غیر معمولی طاقت کے جمع کرنے کا فارمولا ہے۔ مثلاً ڈیم ہے جہاں دریاؤں کے پانی بند کر کے بڑی بڑی جھیلیں اور تالاب بنائے جاتے ہیں وہ دراصل اسی صبر کا نمونہ ہے۔ پانی بہتا رہتا ہے۔ اگر بہنا روک دیا جائے کہ اس طرح اپنی طاقت کو ضائع نہ کرو رک جاؤ تو وہ طاقت ضائع نہیں ہوا کرتی وہ جمع ہو رہی ہوتی ہے۔ وہ بلند تر ہو رہی ہوتی ہے۔ پیچھے رہی ہوتی ہے۔ اس کا معیار بلند ہو رہا ہوتا ہے اس کی طاقت بڑھ رہی ہوتی ہے اور پھر وہ ایک بہت بڑی عظیم الشان طاقت بن کر ابھرتی ہے اس وقت اگر وہ ٹوٹے تو بڑے بڑے علاقوں کو تباہ و برباد کر دیتی ہے بلکہ وہ دریا جس کو روکا گیا تھا خواہ کروڑوں سال بھی بہتا رہے تب بھی ویسی تباہی نہیں مچا سکتا۔ تبھی ہمارے محاورہ میں کہتے ہیں کہ تجھ پر میرا صبر ٹوٹے۔ صبر پہلے اکٹھا ہوگا تو ٹوٹے گا نا۔ اگر صبر اکٹھا ہو ہی نا بلکہ گالیاں دے کر اور اشتعال انگیز کی باتیں کر کے دل کے سارے غبار نکال لئے جائیں اور بات بات پر جھگڑ بیٹھ کر کے کسی مظلوم پر ناحق ظلم کر کے ظالم کا بظاہر بدلہ لیا جا رہا ہو جس طرح پاکستان میں بدنصیبی سے ہوا تھا کہ وہاں ہندوستان میں جو مظالم ہوئے ان کے نتیجہ میں کوئٹہ اور بعض اور علاقوں میں بعض ہندو بچوں کو زندہ آگ میں پھینکا گیا۔ کوئی مسلمان ضمیر اس کو برداشت نہیں کر سکتا اور مجھے یقین ہے کہ پاکستان کی بڑی بھاری آبادی کا عملاً یہی ردعمل ہوگا کیونکہ مسلمان اپنے ظلم میں بھی ایک حد رکھتا ہے اس سے آگے بڑھ ہی نہیں سکتا۔ آخر محمد رسول اللہ کی تربیت میں اور بتوں کی تربیت میں۔ خدائے واحد کی تربیت میں اور بتوں کی تربیت میں ایک فرق ہے تبھی مسلمان اپنے مظالم میں بھی ایک حد سے آگے نہیں بڑھا کرتا تو ان کا یہی ردعمل ہوگا مگر افسوس ہے کہ چند لوگ جو بے صبرے ہوئے اس کے نتیجہ میں اب مسلمان ہندوؤں کو یہ نہیں کہہ سکتا کہ تم ظالم ہو۔ تم اس قدر بہیمانہ مظالم کی استطاعت رکھتے ہو۔ وہ کہتے ہیں کہ تم نے کم کئے ہوں گے لیکن تم بھی تو آخر ویسے ہی ہو۔ پس ضرورت ہے کہ

مسلمان ممالک سچائی کی طرف اور صبر کی طرف لوٹیں

اور اپنی ہر چیز میں انصاف قائم کریں۔

حق کا جو مضمون ہے یہ بہت وسیع ہے۔ جب قرآن کریم نے فرمایا کہ حق پر قائم ہو جاؤ تو حق کی بہت ہی وسیع تعریف ہے۔ انصاف کا قیام بھی حق میں ہے اور مظلوم ہوتے ہوئے پھر سچائی کی بات سر بلندی کے ساتھ کرنا اور ظالم کو گویا علی الاعلان ظلم کی دعوت دینا یہ حق کی اعلیٰ تعریف ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جہاد اور حق کو باہم ملا کر ایک ہی مضمون میں پیش فرمایا ہے۔ گویا ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ فرمایا اَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ الْحَقِّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ کہ سب سے اعلیٰ سب سے عظیم جہاد یہ ہے کہ کوئی انسان ایک ظالم بادشاہ کے سامنے کھڑے ہو کر سچی بات کہہ دے۔ پس ظالم بادشاہ کے سامنے سچی بات کہنے کا جو مضمون ہے وہ آج اسلامی حکومتوں کے اوپر بعینہٖ صادق آرہا ہے جن بڑی طاقتوں کو انہوں نے اپنا سلطان بنا رکھا ہے جن کو وہ خدا کی طرح اگر ظاہری طور پر نہیں پوجتے تو دل سے پوج رہے ہیں ان کے سامنے کلمۂ حق کیوں نہیں کہتے۔ مسلمان مظلوموں کے حق میں کیوں آواز بلند نہیں کرتے۔ کیوں نہیں کہتے کہ تم غلط کر رہے ہو اور جرأت اور طاقت کے ساتھ یہ کیوں نہیں کہتے۔ اگر یہ ایسا کریں تو جہاد کرنے والوں کو خدا تعالیٰ کی طرف سے لازماً نصرت اور غلبہ کی بشارت ہے۔ حضرت محمد رسول اللہؐ کی نصیحت ہے اس پر عمل کر کے تو دیکھیں۔ قرآن نے فرمایا ہے حق پر قائم ہو گئے تو تمہارا غلبہ ہو گا۔ پس حکومتوں کا بھی فرض ہے کہ حق پر قائم ہوں اور تمام مسلمان عوام کا بھی برابر فرض ہے خواہ وہ کسی دائرہ زندگی سے تعلق رکھتے ہوں کہ آج وہ حق کی طرف لوٹیں۔ سچا ہونے کے نتیجہ میں اتنی عظیم طاقت نصیب ہو گی کہ دنیا کی کوئی طاقت اس سچائی کی طاقت کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ پھر صبر کی طرف لوٹیں۔ صبر کے نتیجہ میں بھی جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے کہ ڈیمز (DAMS) کا بننا بڑی بڑی غیر معمولی طاقتوں کو اکٹھا کرنے کا دوسرا نام ہے اور یہ صبر سے ہوتا ہے۔ لیکن انسانی صبر دو طرح سے پھل لاتا ہے۔ ایک تو صبر میں بذاتِ خود قانونِ قدرت کے طور پر ایک طاقت ہے اور وہ طاقت غیر معمولی طور پر بڑھنے کی صلاحیت رکھتی ہے اور مومن کے صبر کے ساتھ دوسرا مضمون دعا کا شامل ہے۔ جب مومن صبر کرتا ہے تو اس کی دعاؤں میں غیر معمولی طاقت پیدا ہونے لگ جاتی ہے۔ جب کوئی شخص خدا کے نام پر رُک رہا ہے اور دل کے سارے تقاضے یہی ہیں کہ اب ٹوٹ پڑو۔ اس وقت جان فدا کر دینے کا وقت ہے۔ عواقب سے بے خبر ہو جاؤ۔ اپنے دل کی جلتی ہوئی آگ کا انتقام لو۔ اس وقت اگر خدا کی خاطر خدا کے نام پر اگر کوئی شخص رُک جاتا ہے تو نہ صرف یہ کہ صبر کی عمومی طاقت اسے نصیب ہوتی ہے بلکہ اس وقت کی دعا ضرور مقبول ہوتی ہے۔ یہ ویسی ہی مثال ہے جیسے ماں بچے کی زیادتیوں پر صبر کرتی ہے۔ مسلمان بنی نوع انسان سے سچی ہمدردی کرتا ہے لیکن وہ اس پر ظلم کرتے چلے جاتے ہیں۔ اور یہ صبر پر صبر کرتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ آخر صبر کا پیمانہ لبریز ہوتا ہے۔ اس وقت کی دعا ضرور مقبول ہوتی ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اس مضمون کو ماں کے حوالے سے ہی بیان فرمایا ہے۔ فرمایا: خبردار! وہ دعائیں جو نامقبول نہیں ہوتیں ان میں ماں کی اپنے بچے کے خلاف بد دعا ہے۔ بڑا ہی بدنصیب بچہ ہے جس کے خلاف اس کی ماں دعا کر دے کیونکہ ماں کی فطرت میں صبر ہے۔ وہ ظلم کسی خاص حد سے بڑھا ہوا ہے جس کے نتیجہ میں آخر ماں کا صبر ٹوٹتا ہے اور ان معنوں میں صبر ٹوٹا کرتا ہے کہ زمین سے بھی ٹوٹتا ہے اور آسمان سے بھی ٹوٹتا ہے۔ پس مسلمانوں کے لئے نجات کے یہی دو رستے ہیں جو سورۂ والعصر نے ان کیلئے کھولے ہیں اور میں اُمید رکھتا ہوں کہ مسلمان ممالک میں اس بات کا احساس بیدار ہو رہا ہے۔

اب حال ہی میں پاکستان میں عدالتِ عالیہ نے افرادِ جماعت احمدیہ کی طرف سے متفرق مقدمات جو بہت دیر سے سالہا سال پہلے سے دائر کئے گئے تھے۔ لیکن اس سے پہلے ہماری عدالتِ عالیہ خود بہتر جانتی ہے کہ کس حکمت کے پیشِ نظر ان مقدمات کو سننے کی گویا طاقت نہیں رکھتی تھی۔ اب فضا بدلی ہوئی دکھائی دے رہی ہے کیونکہ عدالتِ عالیہ نے نہ صرف یہ کہ ان مقدمات کی شنوائی کی ہے بلکہ جس قسم کے تبصرے ہوئے ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم عدل کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑیں گے۔ اگر یہ فیصلہ ہے تو میں

پاکستان کو مبارک باد

دیتا ہوں کہ تم ہلاکت سے بچائے گئے ہو۔ اگر عدالتِ عالیہ سے انصاف کی ضمانت جاری کر دی جائے اور حکومت اس انصاف کو قبول کرے تو ضرور اس ملک کے دن پھر جائیں گے اور ضرور یہ ملک حق کی طرف واپس لوٹتا نہیں تو لوٹا دیا جائے گا۔ یہ خدا کی تقدیر کی طرف سے بہت ہی پیارا اشارہ مجھے دکھائی دیا ہے جیسے اندھیروں کی لمبی رات کے بعد کوئی روشنی کی رمق دکھائی دے۔ عدالتِ عالیہ کے جو سب سے سینئر جج ہیں اُن کے تبصروں سے بعض دفعہ بجھا ہوا دل ایک دم کھل اٹھتا ہے۔ اور بشاش ہو جاتا ہے کہ الحمد للہ پاکستان کی عدالتوں میں انصاف کے کیسے کیسے پیارے گُل کھل رہے ہیں۔ ایک موقعہ پر جبکہ پاکستان کے اٹارنی جنرل نے یہ سوال اٹھایا کہ آپ بنیادی حقوق کی باتیں کر رہے ہیں۔ آزادیٔ ضمیر کی باتیں کر رہے ہیں کیا پاکستان کے دستورِ اساسی کی اُس شق پر آپ کی نگاہ نہیں ہے جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ اسلام کی GLORY یعنی عظمتِ شان کی خاطر اگر کسی کو آزادیٔ تقریر سے محروم کر دیا جائے تو یہ بھی جائز ہے۔ اسلام کی عظمتِ شان اور GLORY کے نام پر اہم مطالبہ کر رہے ہیں تو عدالت نے کیسا خوب جواب دیا۔ انہوں نے کہا: بہت خوبصورت الفاظ ہیں۔ بہت پیارے لیکن مجھے یہ بتائیں کہ کیا اسلام کی GLORY اس بات میں ہے کہ اقلیتوں کو آزادیٔ ضمیر سے محروم کر دیا جائے یا اسلام کی GLORY اس بات میں ہے کہ اقلیتوں کو ان کے ضمیر کی تمام آزادیاں دی جائیں۔ کیسا پیارا جواب ہے۔ خدا کرے کہ یہ رجحان زندہ رہے اور زیادہ طاقتور ہوتا چلا جائے۔ خدا کرے کہ سازشوں کی دنیا میں ایسی سازشیں نہ پل سکیں جن کو پالنے کی کوشش ضرور کی جائے گی۔ حسد کی دنیا میں ایسے حسد وہ شرنہ بن سکیں جو ایک معصوم کی زندگی کو جلا سکتے ہیں۔ پس حسد کے شر سے پناہ مانگو جو حسد کرنے والا کرتا ہے۔ جس وقت وہ کرتا ہے۔ خدا ہی ہے جو جانتا ہے کہ کیسے کرتا ہے اور کب کرتا ہے اور کہاں کرتا ہے۔ اسی کی پناہ میں آؤ۔ پس میں تمام عالمِ اسلام کو نصیحت کرتا ہوں کہ ان دو باتوں پر عمل کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ یہ زمانے بدل دے گا۔ اگر اتنی لمبی رات کے بعد پاکستان میں بھی نور کی ایک شعاع پھوٹی ہے تو کیوں نہ ساری دنیا کے لئے دعا کریں کہ تمام دنیا میں بھی نور کی یعنی خدا کے عدل کے نور کی شعاعیں پھوٹیں۔ بہت سی ایسی باتیں اور بھی میں نے آج کرنی تھیں لیکن وقت چونکہ ہو چکا ہے اس لئے انشاء اللہ آئندہ خطبہ میں پھر ملیں گے۔ خطبوں کا انتظار تو اب ویسا ہی بڑا صبر آزما ہو چکا ہے۔ صبر کی تلقین ہے تو میں اسی تلقین پر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ اگلے خطبہ تک صبر سے انتظار کریں۔ باقی باتیں انشاء اللہ آئندہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

نوٹ: ۔ مکرم منیر احمد صاحب جاوید کا مرتب کردہ خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔ (ادارہ)

بدر کی توسیع اشاعت جماعت کا قومی فریضہ ہے!

(مینیجر بدر)

ارکانِ نماز کی حکمت

پچھلے دنوں لندن میں منعقد ہونے والی ایک مجلس علم و عرفان میں ایک دوست نے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں یہ سوال پیش کیا کہ نماز میں قیام رکوع اور سجدہ وغیرہ جو ارکان نماز مقرر ہیں ان کی حکمت اور افادیت کیا ہے؟ حضور انور نے مختصر جواب ارشاد فرماتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ اس بارہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت تفصیل سے روشنی ڈالی ہے آپ کا جو مختلف اخبارات میں شائع کروانا چاہیئے۔ حضور انور کے اس ارشاد مبارک کی تعمیل میں ایک ابتدائی کوشش کے طور پر ملفوظات حضرت مسیح پاک علیہ السلام سے چند حوالہ جات شائع کیے جا رہے ہیں جو ارکان نماز کی حکمت اور افادیت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ اعلیٰ مضامین سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

خاکسار

عطاء المجیب راشد امام مسجد فضل لندن

— (۱) —

"نماز نشست و برخاست کا نام نہیں ہے۔ نماز کا مغز اور روح وہ دعا ہے جو ایک لذت اور سرور اپنے اندر رکھتی ہے۔

ارکان نماز دراصل آدابِ خدمتگاران ہیں ارکانِ نماز دراصل روحانی نشست و برخاست ہیں۔ انسان کو خدا تعالیٰ کے روبرو کھڑا ہونا پڑتا ہے اور قیام بھی آدابِ خدمتگاران میں سے ہے رکوع جو دوسرا حصہ ہے بتلاتا ہے کہ گویا تیاری ہے کہ وہ تعمیل حکم کو کس قدر گردن جھکاتا ہے اور سجدہ کمال آداب اور کمال تذلل اور نیستی کو جو عبادت کا مقصود ہے ظاہر کرتا ہے یہ آداب اور طرق ہیں جو خدا تعالیٰ نے بطور یادداشت کے مقرر کر دیئے ہیں اور جسم کو باطنی طریق سے حصہ دینے کی خاطر ان کو مقرر کیا ہے علاوہ ازیں باطنی طریق کے اثبات کی خاطر ایک ظاہری طریق بھی رکھ دیا ہے اب اگر ظاہری طریق میں (جو اندرونی اور باطنی طریق کا ایک عکس ہے) صرف نقال کی طرح نقلیں اتاری جاویں اور اسے ایک بارِ گراں سمجھ کر اتار پھینکنے کی کوشش کی جاوے تو تم ہی بتاؤ۔ اس میں کیا لذت اور حظ آ سکتا ہے۔ اور جب تک لذت اور سرور نہ آئے۔ اس کی حقیقت کیونکر متحقق ہو گی۔ اور یہ اس وقت ہو گا جبکہ روح بھی ہمہ نیستی اور تذلل تام ہو کر آستانہ الوہیت پر گرے اور جو زبان بولتی ہے روح بھی بولے۔ اس وقت ایک سرور اور نور اور تسکین حاصل ہو جاتی ہے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۱۶۴-۱۶۵)

— (۲) —

یاد رکھو صلوٰۃ میں حال اور قال دونوں کا جمع ہونا ضروری ہے بعض وقت اعلام تصویری ہوتا ہے۔ ایسی تصویر دکھائی جاتی ہے جس سے دیکھنے والے کو پتہ لگتا ہے کہ اس کا منشاء یہ ہے۔ ایسا ہی صلوٰۃ میں منشاء الٰہی کی تصویر ہے۔ نماز میں جیسے زبان سے کچھ پڑھا جاتا ہے ویسے ہی اعضاء وجوارح حرکات سے کچھ دکھایا بھی جاتا ہے۔ جب انسان کھڑا ہوتا ہے اور تحمید و تسبیح کرتا ہے اس کا نام قیام رکھا ہے۔ اب ہر ایک شخص جانتا ہے کہ حمد و ثناء کے مناسب حال قیام ہی ہے۔ بادشاہوں کے سامنے جب قصائد سنائے جاتے ہیں تو آخر کھڑے ہو کر ہی پیش کرتے ہیں۔ تو ادھر ظاہری طور پر قیام رکھا ہے اور ادھر زبان سے حمد و ثنا بھی رکھی ہے۔ مطلب اس کا یہی ہے کہ روحانی طور پر بھی اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا ہو۔ حمد ایک بات پر قائم ہو کر کی جاتی ہے جو شخص مصدق ہو کر کسی کی تعریف کرتا ہے تو وہ ایک رائے پر قائم ہو جاتا ہے۔ اس الحمد للہ کہنے والے کے واسطے یہ ضروری ہوا کہ وہ سچے طور پر الحمد للہ اسی وقت کہہ سکتا ہے کہ پورے طور پر اس کو یقین ہو جائے کہ جمیع اقسام محامد کے اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں۔ جب یہ بات دل میں پورے انشراح کے ساتھ پیدا ہو گئی تو یہ روحانی قیام ہے کیونکہ دل اس پر قائم ہو جاتا ہے۔ اور پھر سمجھا جاتا ہے کہ وہ کھڑا ہے۔ حال کے موافق کھڑا ہو گیا۔ تاکہ روحانی قیام نصیب ہو۔

پھر رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کہتا ہے۔ قاعدہ کی بات ہے کہ جب کسی کی عظمت مان لیتے ہیں تو اس کے حضور جھکتے ہیں۔ عظمت کا تقاضا ہے کہ اس کے لئے رکوع کرے پس سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم زبان سے کہا اور حال سے جھکنا دکھایا یہ اس قول کے ساتھ حال دکھایا پھر تیسرا قول ہے۔ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی اَعْلٰی افعل التفضیل ہے۔ یہ بالذات سجدہ کو چاہتا ہے۔ اس لئے اس کے ساتھ حالی تصویر سجدہ میں گرنا ہے۔ اس اقرار کے مناسب حال ہیئت فوراً اختیار کر لی۔

اس قال کے ساتھ تین حال جسمانی ہیں۔ ایک تصویر اس کے آگے پیش کی گئی ہر ایک قسم کا قیام بھی کیا گیا ہے۔ زبان جو جسم کا ٹکڑا ہے اس نے بھی کہا۔ اور وہ شامل ہو گئی۔ تیسری چیز اور ہے وہ اگر شامل نہ ہو تو نماز نہیں ہوتی۔ وہ کیا ہے؟ وہ قلب ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ قلب کا قیام ہو۔ اور اللہ تعالیٰ اس پر نظر کر کے دیکھے کہ درحقیقت وہ حمد بھی کرتا ہے اور کھڑا بھی ہوا ہے اور روح بھی کھڑا ہوا حمد کرتا ہے جسم ہی نہیں بلکہ روح بھی کھڑا ہے۔ اور جب سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کہتا ہے تو دیکھے کہ اتنا ہی نہیں کہ صرف عظمت کا اقرار ہی کیا ہے نہیں بلکہ ساتھ ہی جھکا بھی ہے اور اس کے ساتھ ہی روح بھی جھک گیا ہے۔ پھر تیسری نظر میں خدا کے حضور سجدہ میں گرا ہے۔ اس کی علو شان کو ملاحظہ میں لا کر اس کے ساتھ ہی دیکھے کہ روح بھی الوہیت کے آستانہ پر گری ہوئی ہے۔ غرض یہ حالت جب تک پیدا نہ ہو لے۔ اس وقت تک مطمئن نہ ہو۔ کیونکہ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ کے معنی یہی ہیں۔

(ملفوظات جلد نمبر ۱ صفحہ ۴۳۳ تا ۴۳۵)

— (۳) —

"چاہیئے کہ نماز کی جس قدر جسمانی صورتیں ہیں ان سب کے ساتھ دل بھی ویسے ہی تابع ہو۔ اگر جسمانی طور پر کھڑے ہو تو دل بھی خدا کی اطاعت کے لئے ویسے ہی کھڑا ہو۔ اگر جھکو تو دل بھی ویسے ہی جھکے اگر سجدہ کرو تو دل بھی ویسے ہی سجدہ کرے۔ دل کا سجدہ یہ ہے کہ کسی حال میں خدا کو نہ چھوڑے جب یہ حالت ہو گی تو گناہ دور ہونے شروع ہو جاویں گے۔"

(ملفوظات جلد ششم صفحہ ۳۶۸)

"روح اور جسم کا باہم خدا تعالیٰ نے ایک تعلق رکھا ہوا ہے اور جسم کا اثر روح پر پڑتا ہے۔ مثلاً اگر ایک شخص تکلف سے رونا چاہے تو آخر اس کو رونا آ ہی جائے گا۔ اور ایسا ہی جو تکلف سے ہنسنا چاہے اسے ہنسی آ ہی جاتی ہے۔ اسی طرح پر نماز کی جس قدر حالتیں جسم پر وارد ہوتی ہیں مثلاً کھڑا ہونا یا رکوع کرنا۔ اس کے ساتھ ہی روح پر بھی اثر پڑتا ہے۔ اور جس قدر جسم میں نیازمندی کی حالت دکھاتا ہے۔ اسی قدر روح میں پیدا ہوتی ہے۔ اگرچہ خدا بندہ سے سجدہ کو قبول نہیں کرتا۔ مگر سجدہ کو روح کے ساتھ ایک تعلق ہے۔ اس لئے نماز میں آخری مقام سجدہ کا ہے۔ جب انسان نیازمندی کے انتہائی مقام پر پہنچتا ہے۔ تو اس وقت وہ سجدہ ہی کرنا چاہتا ہے۔ جانوروں تک میں بھی یہ حالت مشاہدہ کی جاتی ہے۔ کتے بھی جب اپنے مالک سے محبت کرتے ہیں تو آ کر اس کے پاؤں پر اپنا سر رکھ دیتے ہیں۔ اور اپنی محبت کے تعلق کا اظہار سجدہ کی صورت میں کرتے ہیں اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ جسم کو روح کے ساتھ خاص تعلق ہے ایسا ہی روح کی حالتوں کا اثر جسم پر نمودار ہو جاتا ہے جب روح غمناک ہو تو جسم پر بھی اس کے آثار ظاہر ہوتے ہیں اور آنسو اور پژمردگی ظاہر ہوتی ہے۔ اگر روح اور جسم کا باہم تعلق نہیں تو ایسا کیوں ہوتا ہے؟

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

شام کنہیا شام

ڈاکٹر قیس مینائی صاحب نجیب آبادی

آج سے ۲۶ برس پیشتر ۱۹۶۷ء میں مکرم و محترم جناب ڈاکٹر قیس مینائی صاحب نجیب آبادی نے اپنی ایک نظم "شام کنہیا" ترنم سے پڑھ کر خاکسار کے سابقہ غریب خانہ واقع پیر الٰہی بخش کالونی کراچی میں میرے ٹیپ ریکارڈر پر ریکارڈ کرادی تھی۔ وہ نظم اور اس کی تمہید موصوف کے اپنے ہی الفاظ میں احباب کرام کی دلچسپی کے لئے پیش خدمت ہے ۔

(طالب دعا۔ خاکسار میجر ریٹائرڈ سید محمود احمد شاہ بخاری کراچی)

تمہید :۔ مجھے ایک مرتبہ ایک تبلیغی مشن پر ہردوار جانے کا موقع ملا۔ "ہر کی پکی پیڑی" پر جہاں ہندو مرد اور مستورات اشنان کرتے ہیں میں وہاں پہنچ گیا۔ یہ تو میرے علم میں تھا کہ یہاں پر کسی مسلمان کا آجانا ہندو بھائیوں کے لئے موجب ناراضگی ہوتا ہے۔ مگر میں جذبہ تبلیغ و پیار اور دعوت الی اللہ کے شوق میں خدا کے فضل سے وہاں جا پہنچا۔ مجھے دیکھ کر چند نوجوانوں نے آکر گھیر لیا اور پوچھا کہ تم کون ہو؟ کیا دھرم ہے؟ میں نے انہیں بے ساختہ جواب دیا کہ میں کرشن پنتھی مسلمان ہوں اور اس وقت ایشور کے گیان دھیان میں ہوں۔ آپ لوگ مجھے ذرا معاف کریں۔ یہ کہہ کر میں نے فوراً اپنی نظم شام کنہیا گنگنانا شروع کردی۔ رفتہ رفتہ جب مجمع بڑھنے لگا تو میں نے نظم مذکورہ باآواز بلند ترنم سے سنانی شروع کردی پھر تو سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں مرد و زن جمع ہوگئے ۔

جب میں نے نظم ختم کی تو ایک ہندو بھائی نے بڑے پریم سے پوچھا کہ کیا مہاراج کلنکی اوتار ہوگئے؟ اور یہ سنبھل دیش کیا ضلع مراد آباد میں ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ یہ سنبھل نگری تو قادیان ضلع گورداسپور پنجاب میں ہے۔ اور سری کرشن کلنکی مہاراج نے مسلمان گھر میں جنم لیا ہے۔ کیونکہ ہندو لوگ تو نرم دل ہوتے ہیں۔ تمام رشیوں، منیوں اور اوتاروں کو مانتے ہی ہیں حتی کہ مسلمانوں کے پیروں۔ ولیوں۔ فقیروں کی بھی عزت کرتے ہیں مگر مسلمان اب ذرا سخت دل ہوگئے ہیں اس لئے ایشور نے کرپا کر کے مہاراج کو مسلمان گھر میں جنم دے کر مسلمانوں کو بھی مہاراج کے چرنوں میں جگہ دینے کا موقع دیا ہے۔

ایک ہندو بھائی نے مجھ سے یہ سوال کیا کہ ہسٹوریکل طور (HISTORICAL) پر یعنی تاریخی لحاظ سے تو آپ ان بزرگوں کو جان سکتے ہیں مگر یہ رشی، منی جن کا آپ نے ذکر کیا ہے خود آپ کو کیسے جانتے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ میں روزمرہ جو درود۔ سلام پڑھا کرتا ہوں اس میں ان رشیوں۔ منیوں کو بھی شامل کرکے ان پر بھی سلام بھیجتا ہوں۔ ایشور کے فرشتے یعنی دیوتا جب میرا سلام ان کو پہنچاتے ہیں تو یہ بزرگ بھلا مجھے کیوں نہ جانیں گے اس پر ایک صاحب بولے دھن ہے مہاراج! دھن ہے! اگر آپ جیسے خیالات کے چار منش بھی بھارت ورش میں پیدا ہوجائیں تو ہندو مسلم جھگڑے ہی ختم ہوجائیں۔ میں نے بتایا کہ ہم لوگ تو چار کی گنتی سے بہت زیادہ ہیں مگر ہماری بھول تھی کہ ہم اب تک آپ بھائیوں تک یہ پیغام نہ پہنچا سکے۔ اب میں وہ نظم جو کہ "ہر کی پکی پیڑی" پر میں نے ترنم سے سنائی تھی پیش کرتا ہوں۔

گوکل والے شام کنہیا — بھارت کے خوش کام کنہیا
اونچا تیرا دھام کنہیا — نیک ترا انجام کنہیا
ہر ہر دے میں تیری محبت — ہر اک لب پر نام کنہیا

شام کنہیا شام کنہیا شام کنہیا شام
کہتی ہے بنسی کی ہر لے بولو پریم کنہیا کی جے

مرلی والے شام مراری — تجھ پر فضل و رحمت باری
ڈوب رہی تھی جاتی ساری — تو نے نیا پار اتاری
دیتا ہوں ساجن یاد تجھے میں — کرتا ہوں پرنام کنہیا!

شام کنہیا شام کنہیا شام کنہیا شام
من میں ایک خروج سے اٹھتی ہے بولو پریم کنہیا کی جے

بھارت میں اندھیارا چھایا تھا — گھر گھر پاپ میں جھگڑا تھا
ظلم و ستم کا وہ چرچا تھا — ہر گھر میں اک محشر بپا تھا
بن گئے سارے پریم پجاری — تو نے دیا وہ جام کنہیا

شام کنہیا شام کنہیا شام کنہیا شام
کہتی ہے بنسی کی ہر لے بولو پریم کنہیا کی جے

کنس تھا پاپی من کا کالا — پاپ کی نیا کھینے والا
راکھشسوں کا افسر اعلیٰ — آخر نکلا اس کا دیوالا
فتح و ظفر نے آکر چوما — تیرا نقش گام کنہیا

شام کنہیا شام کنہیا شام کنہیا شام
دشمن حق پر آگئی پرلے بولو پریم کنہیا کی جے

جگ میں تھا بھارت میں لڑکر — جان کی سو سو کھتوں میں پڑکر
سچائی کے کارن اڑ کر — رن میں جھنڈا سا گڑ کر
رن جیت لیا جگ جیت لیا — کر گیا جگ میں نام کنہیا

شام کنہیا شام کنہیا شام کنہیا شام
دشمن حق پر آگئی پرلے بولو پریم کنہیا کی جے

بھارت ورش میں پرگٹ ہوکر — جاتی کے کارن رو رو کر
نین سیپ کے موتی کھو کر — ناؤ ترا دی خود کو ڈبو کر
ہو کے غریق بحر محبت — کر گیا اپنا کام کنہیا

شام کنہیا شام کنہیا شام کنہیا شام
من کی دھرتی کیوں ہلتی ہے بولو پریم کنہیا کی جے

تھا ایک سدا کا بیچارا — افلاس و غریبی کا مارا
تو نے اس کو دے کے سہارا — بحر الم سے پار اتارا
کر گیا دھن اور دولت والا — تیرا لطف تمام کنہیا

شام کنہیا شام کنہیا شام کنہیا شام
جب سب کے من کی اچھا ہے بولو پریم کنہیا کی جے

تو تھا سچے دھرم کا رہبر — سب تھے تیرے نوکر چاکر
منتر تنتر جنتر منتر — پانچ شوالہ دوّیا مندر
ارجن دیو اور سُداما — پاگئے تجھ سے تمام کنہیا

شام کنہیا شام کنہیا شام کنہیا شام
جے جے بول اٹھی ہر شئے بولو پریم کنہیا کی جے

گیتا جی کے گیت نیارے — شبد ہیں اس کے پیارے پیارے
بیٹھ کے وہ جمنا کے کنارے — گاتا پھر مرلی کے سہارے
ہاں یاد ہیں وہ اپدیش ترے — وہ دھی، ترے الہام کنہیا

شام کنہیا شام کنہیا شام کنہیا شام
کہتی ہے بنسی کی ہر لے بولو پریم کنہیا کی جے

سنبھل میں اک حق کا پیارا — احمد جی مہاراج دُلارا
بیاس کنارے آن پدھارا — من میں بھری پریم کی دھارا
اُس نے بتایا سب سچے تھے — برہما، وشنو، رام، کنہیا

شام کنہیا شام کنہیا شام کنہیا شام
اُس کی مہما گیتا میں ہے بولو پریم کنہیا کی جے

اللہ بھی فرماتا ہے — قرآن یہی بتلاتا ہے
اسلام یہی سکھلاتا ہے — ہر قوم میں ہادی آتا ہے
تصدیق حدیثیں کرتی ہیں — تھا پاک نبی گھنشام کنہیا

شام کنہیا شام کنہیا شام کنہیا شام
پی کر علم و عرفان کی مے بولو پریم کنہیا کی جے

عنبر بیز شرابیں کیسی؟ — زہر ہے مجھ کو ایسی ویسی!
پیتا ہوں میں بادۂ قیسی — بادۂ قیسی جام اویسی
اے قیس تجھے سب جانتے ہیں — گوتم، بدھ، رام، کنہیا

شام کنہیا شام کنہیا شام کنہیا شام
ٹپکی پڑتی ہے مستی سے بولو پریم کنہیا کی جے

نیارا۔ خاطر، لیے۔ واسطے، پرگٹ۔ مبعوث۔ دھرتی۔ زمین۔ اِچھا۔ مرضی، رضا۔ جنتر منتر۔ علوم کیمیا۔ شوالہ۔ مندر۔ نراسے۔ شبد۔ الفاظ۔ اپدیش۔ وعظ و خطابات۔ مہما۔ تعریف، مدح

۱۔ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۔ پ۱۳ سورۃ الرعد رکوع آیت ۸ (۲) ۔ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ۔ پ۲۲ ۔ سورۃ فاطر رکوع ۱۵ آیت ۲۵

مدلل و مسکت جوابات

قسط نمبر ۳۲

راہِ ہدیٰ

تحریر ــــــ ایم - کے خالد

دیوبندی عالم محمد یوسف صاحب لدھیانوی کے رسالہ "قادیانیوں کو دعوتِ اسلام" کے جواب میں

(ادارہ)

یہ قصہ تو ہماری سمجھ میں ابھی نہیں آیا۔ تعجب ہے اگر خواب دیکھنا تو بے اختیاری اور بے بسی کی بات ہے لیکن تعبیر کرنا تو انسان کی اپنی عقل اور سمجھ کے دائرہ قدرت میں ہوتا ہے۔ لدھیانوی صاحب کے پیر طریقت کی یہ تعبیر ہماری عقل اور ہماری سمجھ سے بالا ہے لیکن یہ یقین رکھتے ہیں کہ لدھیانوی صاحب کی سمجھ اور عقل کے عین مطابق ہوگی۔

اور آخر میں مولوی صاحب سے یہ درخواست ہے کہ اگر انہیں دسترس ہو تو سلسلہ قادریہ مجددیہ کے مشہور بزرگ، پیر طریقت، ہادی شریعت حضرت شاہ محمد آفاق رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۸۳۵ء کے اس کشف کو پڑھ لیں جو انہوں نے اپنے ایک مرید فضل الرحمان گنج مراد آبادی کو بتایا جو کتاب "ارشاد رحمانی و فضل یزدانی" کے صفحہ ۵۲ میں مذکور ہے اور اس کشف کی تعبیر و تشریح بھی پڑھ لیں جو اسی کتاب میں مذکور ہے۔

ان چند مثالوں سے ہر قاری پر واضح ہو گیا ہوگا کہ کشوف ہمیشہ تعبیر طلب ہوتے ہیں اور اگر ان کی عقل و سمجھ کے مطابق مناسب تعبیر نہ کی جائے تو نتائج انتہائی بھیانک ہو جاتے ہیں۔

اس کے بعد ہم پھر لدھیانوی صاحب کے اس افتراء کی طرف لوٹتے ہیں جو انہوں نے حضرت مرزا صاحب کے مذکورہ بالا کشف کو اپنے الفاظ میں ڈھال کر پیش کیا ہے۔

جس سے وہ یہ تأثر دینا چاہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کے اسی کشف میں جو فقرہ الہام ہوا اس میں یہ کہا گیا تھا کہ قرآن قادیان کے قریب ہی اترا ہے۔ یہ مضمون حضرت مرزا صاحب نے کسی جگہ پر بھی بیان نہیں کیا بلکہ ہر جگہ یہی بیان کیا ہے کہ قادیان کے قریب جو کچھ نازل ہوا ہے وہ مسیح موعود اور اس پہ نازل ہونے والے آسمانی نشانات ہیں۔ چنانچہ تذکرہ جہاں سے لدھیانوی صاحب نے یہ کشف لیا ہے وہیں پر براہین احمدیہ کا یہ حوالہ لکھا ہے

"انا انزلناہ قریباً من القادیان وبالحق انزلناہ وبالحق نزل ......

یعنی ہم نے ان نشانوں اور عجائبات کو اور نیز اس الہام پُر از معارف و حقائق کو قادیان کے قریب اتارا ہے۔ اور ضرورت حقہ کے ساتھ اتارا ہے۔ اور بضرورت حقہ اترا ہے"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۴۹۸ حاشیہ نمبر ۳ روحانی خزائن جلد ۱)

ایک اور جگہ لکھا ہے۔ "اس الہام پر نظر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ قادیان میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے اس عاجز کا ظاہر ہونا الہامی نوشتوں میں بطور پیشگوئی کے پہلے سے لکھا گیا تھا"

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۷ حاشیہ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۳۹ حاشیہ)

اس جواب کے ساتھ ہی قارئین کو یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ یہاں مولوی صاحب نے تو صرف اسی ایک کشف کا ذکر کیا ہے لیکن مولوی حضرات براہین احمدیہ میں مذکور حضرت مرزا صاحب کے ایک اور کشف کو بھی تمسخر کا نشانہ بناتے ہیں جس میں آپ نے ایک نظارہ دیکھا کہ گویا آپ ایک معصوم اور چھوٹے بچے کی طرح ہیں اور کیا دیکھتے ہیں کہ یکدفعہ چند آدمیوں کے جلد جلد آنے کی آواز آتی ہے جیسی بسرعت چلنے کی حالت میں آواز آتی ہے۔ پھر اس وقت پانچ آدمی نہایت وجیہہ اور مقبول اور خوبصورت سامنے آ جاتے ہیں یعنی سرور دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا۔ اور یہ سب ایک کمرے میں کھڑے ہیں۔ اور ان میں سے ایک نے شاید حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نہایت محبت اور شفقت سے ایک شفیق اور مہربان ماں کی طرح آپ کو اپنے ساتھ لگا لیا اس طرح کہ آپ کا سر حضرت فاطمہؓ کی ران پر رکھا گیا۔

یہ ایک کشف تھا جس کا ظاہری اور جسمانی خیالات سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ لیکن مولوی حضرات ہیں کہ اس کشف کو ظاہر پر محمول کر کے اپنے ذہنوں کا گند ظاہر کرتے چلے جا رہے ہیں۔ حضرت مرزا صاحبؑ پہ تو یہ عناد اور بغض کی وجہ سے ایسے اتہام لگاتے چلے جا رہے ہیں کہ جن کی شریعت اسلامیہ کلیۃً اجازت نہیں دیتی لیکن سلسلہ قادریہ مجددیہ کے مشہور بزرگ، پیر طریقت ہادی شریعت حضرت شاہ محمد آفاقؒ نے جو کشف دیکھا (جس کا حوالہ پہلے گذر چکا ہے) اس کے پیش نظر مولوی عبدالباری کیا فتوی صادر فرمائیں گے؟ جبکہ اسی مذکورہ بالا کشف کی تعبیر مولوی محمد علی مونگیری صاحب نے اپنی کتاب "ارشاد رحمانی و فضل یزدانی" مطبوعہ قومی پریس لکھنؤ کے صفحہ ۵۲ پر یوں کی ہے کہ

"اس سے مقصود بلا واسطہ اور بلا حجاب اپنے کمالات باطنی سے فیض یاب کرنا ہے ......"

نیز لکھا ہے کہ

"یہاں یہ امر خوب یاد رہے کہ اس قسم کے واقعات محض عالم روحانیت سے تعلق رکھتے ہیں وہاں جسمانی احکام جاری نہیں ہو سکتے۔"

نیز کیا فرماتے ہیں مولوی صاحب اس مشہور صوفی کی تعبیر کے مجدد حضرت سید احمد صاحب بریلوی شہیدؒ بالاکوٹ کے بارہ میں جن کے متعلق لکھا ہے کہ

"ایک دن حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور جناب سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سید صاحبؒ نے خواب میں دیکھا۔ حضرت علیؓ نے اپنے دست مبارک سے آپ کو نہلایا اور حضرت فاطمہؓ نے ایک لباس اپنے ہاتھ سے آپ کو پہنایا۔"

(حیات سید احمد شہید صفحہ ۴۹ مطبوعہ نفیس اکیڈمی)

اور اب دیکھئے لدھیانوی صاحب کے پیر طریقت اور مرشد مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کیا لکھا ہے۔ فرماتے ہیں:

"ہم ایک دفعہ بیمار ہو گئے ہم کو مرنے سے بہت ڈر لگتا ہے۔ ہم نے خواب میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا۔ انہوں نے ہم کو اپنے سینے سے چمٹا لیا ہم اچھے ہو گئے۔"

(الافاضات الیومیہ جلد نمبر ۲ صفحہ ۴۳)

لدھیانوی صاحب اپنے افتراء کو ایک اور ادا سے پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"بہت موٹی سی بات ہے جس کے سمجھنے کے لئے دقیق فہم و فکر کی ضرورت نہیں کہ کیا ابوبکر و عمر و عثمان و علی (رضوان اللہ علیہم) بھی یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ قادیان میں مبعوث ہوں گے؟ کیا ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہؓ میں سے کسی سے یہ عقیدہ منقول ہے، کیا تابعین اور ائمہ دین میں سے کوئی اس کا قائل تھا؟ جیسا کہ اوپر عرض کر چکا ہوں" (صفحہ ۳۳)

مولوی صاحب اپنے کان کھول کر سن لیں کہ یہ عقیدہ ہم بھی نہیں رکھتے اور نہ ہی حضرت ابوبکر، حضرت عثمان، حضرت علی و صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین اور آئمہ دین وغیرہم۔

جہاں تک شہروں کے ناموں کا تعلق ہے ان میں ظاہری طور پر قادیان کا نام کہاں سے آ جاتا تھا جبکہ مکہ کا نام بھی نہیں آیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ میں نزول کا بائبل میں ذکر نہیں۔ پس اگر الٰہی صحیفوں میں شہروں کا نام ہونا چاہیئے تھا تو مکہ سے بڑھ کر دنیا میں کوئی مستحق نہیں۔ پس اگر اس زمانے میں کوئی جاہل عیسائی یہ سوال کر دیتا کہ کیا پطرس، یعقوب، توما، یوحنا، وغیرہ ہم کو علم نہیں تھا کہ عظیم الشان رسول مکہ میں نازل ہوگا تو صحابہ کیا

جواب دیتے۔ مگر ان کے نزدیک تو بحث ہی نامعقول تھی۔ البتہ آپ غالباً اس بارہ میں بہتر علم رکھتے ہیں اس لئے آپ ہی بتائیں۔ احمدی تو یہ جواب دینے سے قاصر ہو گئے کہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم و دیگر صحابہؓ کو علم تھا یا نہیں۔ آپ کو تو اس کے جواب سے قاصر نہیں رہنا چاہیئے کیونکہ بڑی تعلّی سے آپ نے یہ اعتراض اٹھایا ہے۔

عقیدہ نمبر ۲ :۔

اس نمبر کے تحت لدھیانوی صاحب نے ایک مفروضہ کہ "اگر مرزا غلام احمد عین محمد ہیں تو" قائم کر کے بڑی بے باکی اور بے حیائی کے ساتھ چند سوالات لکھے ہیں۔

مولوی صاحب! آپ کے تو سارے سوالات ہی گستاخانہ ہیں۔ ہم تو ان سوالوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم پر چسپاں کرنا ہی انتہائی بے حیائی اور گستاخی سمجھتے ہیں۔ نہ ہمارا یہ عقیدہ ہے اور نہ ہم اسے دہرانے کی ایسی بے باکی کر سکتے ہیں جیسا کہ آپ نے کی ہے۔ جس مفروضہ کی بناء پر آپ نے یہ گستاخانہ سوالات کئے ہیں پیشتر اس کے کہ ہم قارئین پر اس کی وضاحت کریں۔ ایک جواب جو ان سب اعتراضات کی بنیاد اکھیڑ کر پھینک دیتا ہے یہ ہے کہ یہ مفروضہ ہی جھوٹا ہے اور لدھیانوی صاحب کی ایک بانگ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ ہرگز حضرت مرزا غلام احمدؑ عین محمد نہیں ہیں۔ یہ اعلان ہم بانگ دہل کرتے ہیں اور تمام قارئین کو مطلع کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ پر دیگر خبیثانہ الزامات کی طرح یہ بھی ایک خبیثانہ الزام ہے۔ مولوی صاحب! آپ نے تو دروغ گوئی کی انتہا کر دی ہے۔ ہم تو سمجھا کرتے تھے کہ مخالفین جھوٹے الزامات لگا رہے ہیں مگر آپ کے اس قول و فعل نے تو اس کی تصدیق کر دی ہے۔

جہاں تک عین محمدؐ کے لفظ کا تعلق ہے۔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا صاحبؑ کو ہرگز ان معنوں میں عین محمدؐ نہیں سمجھتی جو مولوی صاحب کے دماغ میں فتور کی طرح سمائے ہوئے ہیں۔ جماعت احمدیہ میں کسی عالم نے اگر عین محمدؐ کے الفاظ بیان کئے ہیں تو محض اور محض ان معنوں میں جن معنوں میں شرح مثنوی میں حضرت بایزید بسطامیؒ کو عین رسول قرار دیا گیا ہے اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ کے والد اور چچا نے اپنے تئیں حضور کا عین قرار دیا ہے اور حضرت مجدد الف ثانیؒ تو فرماتے ہیں کہ محبت کے کمال کا یہ تقاضا ہے کہ محبّ اور محبوب ایک ہو جائیں اور ان میں دوئی اور غیریت اٹھ جائے"

(مکتوبات امام ربانی مکتوب نمبر ۸۸ دفتر سوم صفحہ ۲۱۲ مطبوعہ دین محمدی پریس لاہور زیر اہتمام ملک چنن الدین کشمیری بازار لاہور ترجمہ مولوی قاضی عالم دین)

وہم سے بڑھ کر ایک شوشہ بھی دنیا کا کوئی احمدی حضرت مرزا صاحبؑ کو عین محمد نہیں سمجھتا بلکہ جن معنوں میں آپ عین محمدؐ کہہ رہے ہیں ان معنوں میں عین محمدؐ قرار دینا کفر و افتراء ہے۔

حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم جو حضرت عبد اللہ کے صلب سے اور حضرت آمنہ کے بطن سے پیدا ہوئے وہ اپنے جسم اور شخصیت کے لحاظ سے اور ذاتی روحانی مراتب کے لحاظ سے مخلوق میں اس طرح منفرد اور یکتا تھے جس طرح اللہ تعالیٰ اپنی الوہیت میں منفرد و یکتا ہے اور ان معنوں میں آپ جیسا نہ کوئی پیدا ہوا نہ ہو سکتا ہے نہ کبھی ہوگا۔ ہاں آپ کی غلامی میں آپ کی متابعت کے نتیجہ میں، آپ کے قرب کا حصول اس طرح ممکن ہے جس طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کا قرب حاصل کیا اور اپنی ذات کو اس طرح مٹا دیا کہ آپ کا اٹھنا، بیٹھنا، سونا، جاگنا، سوچنا اور حرکت کرنا سب کچھ خدا کے لئے ہو گیا۔ یہاں تک کہ آپ کے بارہ میں عرش کے خدا نے خود گواہی دی کہ۔

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى

(انفال آیت نمبر ۱۸)

ترجمہ :۔ اور جب تو نے پتھر پھینکے تھے۔ تو تو نے نہیں پھینکے تھے بلکہ اللہ نے پھینکے تھے۔ اور آپ کو اس کیفیت کو ان الفاظ میں بیان کرنے کی ہدایت دی

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

(انعام آیت ۱۶۳)

ترجمہ : تو ان سے کہہ دے کہ میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

پس یہ فنا فی اللہ کا مقام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جن معنوں میں قرآن کریم عطا کرتا ہے کہ گویا آپ کا مٹھی بھر کنکریاں چلانا آپ کا نہیں گویا خدا کا مٹھی چلانا تھا، عین ہونا صرف ان معنوں میں ہے اور ہرگز اس سے بڑھ کر نہیں۔ اسی طرح عقلاً اور شرعاً یہ ممکن ہے کہ کوئی عاشق رسول فنافی الرسول کا درجہ پا لے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ مذکورہ بزرگوں کی عبارات میں جہاں عین کا لفظ استعمال ہوا ہے زبان کے لحاظ سے درست استعمال ہو یا نہ ہو مگر ہرگز گستاخانہ استعمال نہیں بلکہ فنافی الرسول کے معنوں میں ہے۔ پس جناب مولوی صاحب نے جماعت احمدیہ کے جس بزرگ کا لفظ عین کا حوالہ دیا ہے اس کی بعینہ یہی صورت ہے۔

لفظ عین محمد کو مفروضہ بنا کر مولوی صاحب نے جو تابڑ توڑ حملے کئے ہیں ان سب حملوں کو اسی فصل پنجم کے نمبر ۲ کے تحت جزو نمبر ۱ میں بیان کیا ہے اور اب انہوں نے جزو نمبر ۱ میں حسب ذیل سوالات اسی مفروضہ کے تحت درج کئے ہیں۔

۱۔ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا داماد کون تھا؟

۲۔ حضرت عائشہؓ و حفصہؓ کا شوہر کون تھا؟

۳۔ حضرت عثمانؓ اور علیؓ کس کے داماد تھے؟

۴۔ حضرت فاطمہ، زینب، رقیہ، ام کلثوم کس کی صاحبزادیاں تھیں؟

۵۔ حسن و حسین کس کے نواسے تھے؟

۶۔ بدر و حنین کے معرکے کس نے سر کئے؟

۷۔ شب معراج میں انبیاء کرام کا امام کون تھا؟

۸۔ قیصر و کسریٰ کی گردنیں کس کے غلاموں کے سامنے جھکیں؟ .... وغیرہ وغیرہ

ہمارا ان سب سوالات کو بیان کر دینا ہی کافی ہے۔ صرف یہ کہا جا سکتا ہے کہ واہ رے مولوی صاحب آپ کی تو مت ہی ماری گئی ہے۔

عقیدہ نمبر ۳ :۔

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب نے پہلی بات یہ کی ہے کہ "دنیا کی بہت سی قوموں کو اسی بے ہودہ یا غلو کے عقیدوں نے برباد کیا ہے"

(صفحہ ۳۶)

ہم تو فصل اوّل میں بیان کر چکے ہیں کہ ان عقیدوں کے حامل اس مرتبہ کے بزرگوں نے تو دنیا کو برباد نہیں کیا اگر برباد کیا ہے تو ان مولوی صاحب اور ان کے فکر و عمل کے مولویوں نے برباد کیا ہوگا۔ لیکن مولوی صاحب جس بات کو بربادی کرنے والی قرار دے رہے ہیں۔ یہ ایسی ہی عارفانہ باتیں ہیں کہ قرآن کریم میں جن کے متعلق لکھا ہے۔

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا

بعض اوقات عارفانہ کلام خوش نصیبوں کو ہدایت بخش دیتا ہے اور بد نصیبوں کو برباد کر دیتا ہے۔

لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں

"مرزا صاحب نے "مرزا عین محمد ہے" کا نظریہ ایجاد کر کے عیسائیت کی بنیادوں کو اور مستحکم کر دیا ہے ذرا سوچئے اگر عیسائی یہ سوال کریں کہ اگر مسیح موعود عین محمدؐ ہو سکتا ہے تو مسیح ابن مریم عین خدا کیوں نہیں ہو سکتا تو آپ کے پاس خاموشی کے سوا اس کا کیا جواب ہوگا؟"

(صفحہ ۳۶)

لدھیانوی صاحب اس اعتراض کا جواب بار بار گزر چکا ہے آپ تو ایک نہایت اعصاب شکن مولوی ہیں جو ایک ہی رٹ لگائے چلے جا رہے ہیں لفظ عینِ محمدؐ کے جو معنی آپ سمجھ رہے ہیں ہم پھر اعلان کرتے ہیں کہ یہ بالکل جھوٹ ہے کہ مرزا صاحبؑ ان معنوں میں عین محمد تھے ہرگز نہیں تھے جو معنوں میں حضرت بایزید بسطامیؒ اور دیگر بزرگوں کی نسبت لفظ عین محمد استعمال ہوا ہے صرف ان عاجزانہ اور عارفانہ معنوں میں حضرت مرزا صاحبؑ نے بھی "عینِ محمدؐ" کا لفظ استعمال کیا ہے اور یہ محاورہ کسی احمدی کی ایجاد نہیں بلکہ یہ ان علماء و اولیائے امت کی ایجاد ہے جو مرزا صاحبؑ سے پہلے گزر چکے ہیں پس اگر لدھیانوی صاحب کی دانست میں اس

باقی صفحہ [illegible]

مائیکل لینڈ زبرگ ۔ (ترجمہ نصیر برلاس)

جارج بش کی دروغ گوئیوں اور ایران و عراق کیخلاف غیر قانونی اقدامات

جب عراق نے کویت پر حملہ کیا اسکے بعد بھی اسے ناجائز طریقے سے پانچ بلین ڈالر کی امداد سے مزید مسلح کیا گیا

اگر جارج بش دوبارہ صدر منتخب ہو جاتے تو اس امر کا قوی امکان تھا کہ سال کے اندر اندر انکے خلاف عدم اعتماد کا اظہار ہو جاتا۔ کیونکہ اُن کی دروغ گوئیاں اور ایران و عراق کے بارے میں غیر قانونی اقدامات نے عوامی رائے کو بُری طرح متاثر کرنا شروع کر دیا تھا۔

صدارتی انتخاب میں شکست کے بعد وہ جلد ہی گاف کی گاڑی میں سوار ہو کر اپنی ریٹائر منٹ کے سنہرے دَور میں داخل ہو جائیں گے۔ لیکن جس قدر ممکن ہو سکے۔

"ہمیں ان کی باقی ماندہ پالیسیوں کو خیر باد کہہ دینا چاہیئے" میں نے "ہم" کا لفظ اس لئے استعمال کیا ہے کہ کینیڈا نے بش کی اُن ظالمانہ اور غیر ذمہ دارانہ خارجی مہمات کا ساتھ دیا ہے جو ہم اپنے لئے پسند نہیں کرتے مثلاً اقوام متحدہ کی عائد کردہ غیر فوجی بندشوں کی حمایت کر کے ہم عراق کی شہری آبادی کے لئے مصائب اور ان کے غم پیدا کرنے کا موجب ہو رہے ہیں۔ "خلیج جنگ" کے دَوران ہم بہت جلد برہم ہو گئے تھے کوئی بھی ان خوفناک داستانوں کو بھول نہیں سکتا۔ جن میں عراق حملہ آور درندوں کو کویتی مشینوں میں رکھے نوزائیدہ بچوں کو نکال باہر پھینکنے کی بابت کہا گیا تھا گو

"بعد میں یہ داستانیں بے ہودہ، جھوٹی، اور فرضی ثابت ہوئیں جنہیں ایک تعلقات عامہ ایجنسی نے گھڑا تھا"

ہم یں سے کتنے ہیں جو عراق کی روزمرہ کی خوفناک زندگیوں کے بارے میں علم رکھتے ہیں۔ خود اقوام متحدہ کی جانب سے ایسی دستاویزات دکھائی گئی ہیں جن میں ان بندشوں کے نتیجہ میں عراقی عورتوں اور بچوں کو بسمل اور مضطرب دکھایا گیا ہے۔ بھوک، مایوسی اور تنگی) ادوار جیسے حالات اور دو ہزار فی صد افراطِ زر کے سبب ایک غریب کے لئے روٹی حاصل کرنا دو بھر ہو گیا ہے۔

کینیڈا کے ڈاکٹر "ایرک ہوسکنز" (جنہیں پیئرسن امن میڈل" دیا گیا ہے) کے مطابق جنگ کے بعد پانچ سال سے کم بچوں کی اموات کی شرح میں تین گنا اضافہ ہو گیا ہے۔ اس عمر کے تیس فی صد بچے مناسب خوراک سے محروم ہیں ۔ آپریشن کے لئے بے ہوش کرنے والی ادویات میسر نہیں ۔ ہیضہ اور ٹپ محرقہ کی بیماریاں عام پھیلی ہوئی ہیں لیکن علاج کے لئے دوائیاں موجود نہیں گزشتہ برس خود اقوام متحدہ نے تسلیم کیا تھا کہ

عراق میں کی گئی بمباری کے سبب "عراق غیر صنعتی علاقے" کی طرف لوٹ گیا ہے۔ اقوام متحدہ نے عراق پران بندشوں کو یوں مسلط کیا ہے، "جیسے وہ بش کی غلام ہو۔

ابھی پچھلے ہفتے میں نے حسرت و یاس سے معمور کینیڈا کے تمام اُن جاہل عطائیوں کی شائع شدہ اپیل پڑی جو صدام حسین کے خلاف فوجی بندشوں کی تو حمایت کرتے ہیں۔ لیکن جنگ کے ہاتھوں گھائل عراقی شہریوں کی فوری امداد کے طالب ہیں ۔ انتہائی حیران کُن ترتیب سے "مرے داس" اور کریگ انگرش نے تفصیلاً بیان کیا ہے کہ کس طرح جارج بش نے پہلے بحیثیت نائب صدر اور بعد ازاں بطور صدر کانگریس کے خلاف سازش تیار کر کے ایران اور عراق دونوں کو مسلح کیا۔ ری پبلکنوں کی مخفی خارجہ پالیسی کا یہ مخصوص انداز ہے ۔ جس کا آغاز رچرڈ نکسن اور "ہنری کسنجر" کا کمبوڈیا پر چوری چھپے بمباری کرنے سے ہوا تھا (واشنگٹن) میں متیم رونالڈ ریگن اور لیور نار تھ۔ ولیم کیسی اور جارج بش جیسی شخصیتیں اپنے خاص جیٹ طیاروں میں دنیا کا چکر لگا کر اپنی طاقت کا کھیل کھیلتی ہیں ایک طرف تو انہوں نے ایران کو جدید اسلحہ کی سپلائی پر تجاہل عارفانہ کا انداز اپنائے رکھا ۔ تو دوسری طرف ریگن نے ایران کو قتل گاہ کہہ کر اس کی مخالفت بھی کر دی یاد رہے کہ اُن کے پیش نظر امریکی یرغمالیوں کو رہا کرا کے ریگن کی مقبولیت بڑھانا تھا۔

جب دیکھا کہ ایران کی کٹر اسلامی حکومت عراق پر آٹھ سالہ جنگ میں بالادستی حاصل کرنے کے قریب ہے تو جارج بش نے خاموشی کے ساتھ عراق کو اس قدر مسلح کر دیا کہ ایران کی فتح کو روکا جا سکے جو اگر خوفناک نہ ہوتا تو مضحکہ خیز ہوتا۔ جب ایران کو اس دوہرے "کھیل" کا علم ہو گیا تو بش کو اس کا غصہ ٹھنڈا کرنے کے لئے مزید اسلحہ دینا پڑا۔ اور چونکہ ایران کے پاس بہتر اسلحہ تھا اس لئے بش نے صدام حسین کو ایران کی شہری آبادی پر ظالمانہ طریقے پر بمباری کرنے پر مجبور کیا۔ واس اور انگرس نے اپنے مضمون میں ان ناموں اور جگہوں (جہاں ان کی ملاقاتیں ہوتی ہیں) اور خطوط کی تفصیل دی ہے جن سے ان تمام کمینے واقعات کی قلعی کھل جاتی ہے۔ ایران و عراق کی خونی جنگ کے دوران ہمیشہ ایک طرف سے "فتح" کی دھمکی دی جاتی رہی ۔ یاد رہے کہ اس جنگ میں دونوں ممالک میں لاکھوں شہریوں پر بمباری ہوتی رہی۔ اور گیس چھوڑنے کے نتیجہ میں اموات ہوتی رہیں بش اور اس کے ساتھی ایک ملک کو دوسرے ملک کے خلاف اُکساتے رہے جب صدام حسین نے کویت پر حملہ کیا اس کے بعد بھی اسے بھرپور طور پر مسلح کیا گیا اور امریکہ نے اسے پانچ بلین ڈالر کی امداد ناجائز طریقے سے بہم پہنچائی ۔ مزید برآں بش نے دانستہ عراق کو خفیہ طور پر ۔ امریکی جوہری تکنیک (کلیو لینڈ میں واقع) ایک عراقی کمپنی کے ذریعہ بہم پہنچانے کی اجازت دی۔ جیسا کہ نیو یارک میں مدلل طور پر بیان کیا گیا ہے بش اور اُس کے ساتھیوں نے کویت پر عراق سے حملہ سہواً اس لئے کرا دیا کہ وہ قوموں کی تقدیر سے کھیلتے وقت کسی سوچ بچار سے کام نہیں لیتے تھے ۔ بش نے عراق کو ختم کرنے کی غرض سے اعلیٰ اسلحہ استعمال کیا تاکہ اس جنگ سے اُسے ووٹ حاصل ہو سکیں ۔ صدام حسین تو تاحال اقتدار میں ہے ۔ بش نے عراقی عوام کو بھوکوں مارنے کے لئے اقوام متحدہ کو مجبور کیا کہ وہ عراق کے خلاف فوجی اور غیر فوجی بندشیں عائد کرے ۔ اہل کینیڈا کو چاہیئے کہ وہ اپنے ارکان پارلیمنٹ پر زور دیں کہ وہ بش کے چنگل سے پیچھا چھڑائیں اور اس مارا ماری کو ختم کریں۔

ہمیں عراقی شہریوں کو انکے اور ہمارے زعماء کے جرائم کی سزا نہیں دینی چاہیئے۔

(ٹورنٹو سٹار ۔ ۱۰ نومبر ۱۹۹۲ء)

(ماخذ ہفت روزہ لاہور ۲۳/۱/۹۳)

بقیہ صفحہ ۱۲

سے عیسائیت کو تقویت ملتی ہے تو آپ کا جھگڑا احمدیت سے نہیں بلکہ بزرگان امت سے ہے جس طرح چاہیں یہ قضیہ طے کریں مزید برآں آپ عین محمد سے جو استنباط کرنے لگے ہیں اس کے بجائے عیسائیوں کو تقویت دینے کے لئے ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ کا "عین اللہ" کا استعمال کیوں نہیں پکڑ لیتے جس سے بہت زیادہ عیسائیت کو تقویت ملے گی۔ اور آپ کا دل ٹھنڈا ہو گا۔ لیکن صرف وہی مسلمان گمراہ ہوں گے جو یہاں "عین" کے وہی معنی کریں گے جو آپ کر رہے ہیں اور جب احمدیوں والی تشریح عین کی سنیں گے تو بفضلہ تعالیٰ عیسائیت کے وار سے محفوظ ہو جائیں گے۔

تبلیغی وتربیتی مساعی

صوبائی مجلس خدام الاحمدیہ کیرلہ کے تحت سہ روزہ تبلیغی کیمپ

کیرلہ کی مجالس خدام الاحمدیہ کے بعض منتخب اور مستعد خدام کو تبلیغی میدان میں تیار کرنے کے لئے صوبائی تنظیم کی طرف سے کیرولائی میں ایک تبلیغی COACHING CAMP کا نہایت وسیع پیمانے پر اہتمام کیا گیا۔ یہ کیمپ کرونا گاپلی کے فضل عمر نرسری سکول کے وسیع وعریض ہال میں منعقد ہوا جس میں صوبہ بھر سے ۱۲۰ خدام نے شرکت کی۔ خدام کے قیام وطعام کا بہت عمدہ انتظام تھا۔

پہلا دن :- کیمپ کا افتتاحی اجلاس ۲۳ اکتوبر صبح ۱۱ بجے زیر صدارت محترم مولانا محمد عمر صاحب مبلغ انچارج مکرم مولوی احمد سعید صاحب کی تلاوت قرآن مجید اور ترجمہ کے ساتھ شروع ہوا۔

نظم اور اقرار عہد کے بعد مکرم ڈاکٹر منصور احمد صاحب صوبائی امیر جماعت احمدیہ نے افتتاحی تقریر کی۔ اس کیمپ میں لگائی جانے والی تمام کلاسوں سے پوری طرح فائدہ اٹھانے کی ضرورت پر آپ نے زور دیتے ہوئے تبلیغ کی ضرورت پر روشنی ڈالی۔ حاضرین جلسہ سے صدر محترم کے علاوہ مکرم اے پی محمود صاحب جنرل سیکرٹری صوبائی امارت کمیٹی، مکرم ٹی کے محمود صاحب صوبائی سیکرٹری تعلیم اور مکرم پروفیسر محمود احمد صاحب صوبائی سیکرٹری نشر و اشاعت نے خطاب کیا۔

نماز اور طعام کے لئے وقفہ کے بعد محترم مولوی محمد عمر صاحب نے وفات مسیحؑ کے عنوان پر دو گھنٹے مسلسل باقاعدہ کلاس میں تعلیم دی۔ ½۴ بجے تا مغرب تقاریر مقابلہ جات و پروگرام منعقد ہوئے۔ رات صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عنوان پر محترم مولوی صاحب نے قرآن واحادیث و دیگر عقلی ونقلی دلائل سے نوٹس لکھوائے۔ دونوں کلاسز بہت مفید اور دلچسپ تھیں۔

دوسرے روز کی کارروائی :- ۲۴ اکتوبر کو صبح نماز تہجد باجماعت کے ساتھ دوسرے دن کی کارروائی شروع ہوئی۔ مکرم مولوی محمد عمر صاحب نے قرآن مجید کا درس دیا۔ اس کے بعد مکرم سی ایچ عبد اللطیف صاحب نے حضرت رسول کریم صلعم کی سیرت وسوانح پر ایک تقریر کی۔ پھر قرآن مجید کی تجوید کے متعلق مکرم وی کے یحییٰ احمد ماسٹر صاحب ناظم اعلیٰ مجلس انصار اللہ نے کلاس لگائی۔ کچھ وقفہ کے بعد مکرم مولوی محمود احمد صاحب مبلغ انڈونیشیا نے بعنوان غالیون کے اعتراضات کے جواب اور خاکسار پی ایم بشیر احمد نے جماعت اور احمدیت کے عنوان سے تقریریں کیں۔

تیسرے دن کی کارروائی :- حسب سابق تہجد نماز فجر اور درس القرآن کے بعد کلاسز کا آغاز ہوا۔ مکرم مولوی ظفر احمد صاحب مبلغ کوڈیتھور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت وسوانح پر، مکرم مولوی محمد یوسف صاحب نے نبوت کے موضوع پر اور مکرم مولوی محمد ابوالوفا صاحب نے خلافت کے عنوان پر کلاس لگائی۔ خدام کو قریبی CEMETERY کی زیارت کرائی گئی جس میں خدام نے سیر کی۔ بعد نماز مغرب و عشاء ہندوستان میں پائے جانے والے مختلف مذاہب کے عنوان پر مکرم سی دیرانکویا صاحب اور تبلیغ کیسے کی جائے کے عنوان پر مکرم مولوی محمد اسماعیل صاحب نے تقریریں کیں۔

اختتامی اجلاس سٹیٹ قائد مکرم حسن کویا صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ تین روز کے اس کیمپ میں گیارہ کلاسیں منعقد ہوئیں۔ ان سے خدام نے خوب استفادہ کیا۔ اس اختتامی اجلاس کو مکرم مولوی محمد ابوالوفاء صاحب، مکرم ڈی کے محمود صاحب، مکرم پی اے سلیم صاحب، مکرم شرف الدین صاحب نے خطاب کیا۔ خاکسار نے شکریہ ادا کیا۔ دعا کے ساتھ یہ کیمپ بفضلہ تعالیٰ بہت کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

(پی ایم بشیر احمد معتمد کیرلہ سٹیٹ خدام الاحمدیہ)

بھوبنیشور کے بک فیئر میں احمدیہ بک سٹال ۲۰ اکتوبر تا

BOOK FESTIVAL ... زیر اہتمام ۱۹۹۲ء نیشنل بک ٹرسٹ آف انڈیا کی جانب سے بھوبنیشور میں منعقد کیا گیا۔ ایک روپیہ کے ٹکٹ کے ساتھ بھوبنیشور بک فیئر میں داخل ہونے والے دن کے دو بجے سے رات کے آٹھ بجے تک استفادہ کرتے رہے۔

LARGE STAND (2.44M Length) پر سجا ہوا عارضی اسٹینڈ انتظامیہ کی طرف سے ہمیں ملا تھا جسے "احمدیہ مسلم انٹرنیشنل پبلی کیشن" کے نام سے مخصوص کیا گیا۔

پروگرام کے مطابق مورخہ ۲۰ اکتوبر شام کے ۴ بجے اڑیسہ کے چیف منسٹر جناب بیجو پٹنائک صاحب نے بک فیئر کا افتتاح کیا اور تمام اسٹالوں میں جا کر جائزہ بھی لیا۔

روزانہ دن کے دو بجے سے رات کے ۸ بجے تک ہی یہ فیئر کھلا رہتا اتوار کے دنوں میں دن کے بارہ بجے سے رات کے ۹ بجے تک فیئر کھلا رہا۔ ہمارے اسٹینڈ میں اردو۔ ہندی۔ اڑیہ۔ بنگلہ۔ گورمکھی۔ عربی۔ فارسی۔ گجراتی زبانوں کی کتابوں کے علاوہ قرآن کریم کے غیر ملکی زبانوں میں ترجمے۔ رشین۔ اٹالین۔ جاپان فرنچ۔ انگریزی۔ گورمکھی۔ اڑیہ اور کئی غیر ملکی زبانوں میں اسلامی لٹریچر موجود تھا۔

بک فیئر کھلنے کے ساتھ ہی لوگوں کی آمد اور کتب و لٹریچر خریدنے کا سلسلہ شروع ہو جاتا۔ قیمتی کتابیں قیمتاً اور احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی ترجمانی کرنے والے چھوٹے لٹریچر مفت تقسیم کئے گئے۔ جسے اہل علم دوست و بزرگ قدر کے ساتھ قبول کرتے رہے۔ مسلم و غیر مسلم افراد نے ہمارے اس کام کو سراہا اور استفادہ کیا۔ محدود لٹریچر میں سے الحمد للہ ۲۲۰۰/- (بائیس سو) روپے کی کتابیں فروخت ہو گئیں۔ ثم الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بک فیئر کے ذریعہ ان ۹ دنوں کے اندر لاکھوں افراد تک احمدیت کا پیغام پہنچ گیا۔

آئی۔ جی اڑیسہ ملٹری پولیس کٹک کی خدمت میں جماعتی لٹریچر کا تحفہ

۲۵/۱۱/۹۲ کو "مسجد محمود" بھوبنیشور میں جناب D.P.S. CHOUHAN صاحب تشریف لائے۔ خاکسار نے ان کو خوش آمدید کہا۔ تقریباً ایک گھنٹہ مختلف امور پر موصوف سے اظہار خیالات ہوتا رہا۔ جماعت احمدیہ کا تعارف کراتے ہوئے دیگر مسلمانوں سے فرق بتایا جس سے موصوف بہت متاثر ہوئے۔

مہمان خصوصی کو انگریزی اور ہندی میں جماعتی لٹریچر پیش کیا جس کو بڑے عقیدت کے ساتھ موصوف نے قبول کیا۔ اور فرمایا مذہبی کتابوں کو پڑھنے کا مجھے بہت شوق ہے۔ میں آپ کی کتاب بھی ضرور پڑھونگا۔ نیز کہا کہ جب کبھی آپ کی جماعت کو اور آپ کو کسی کام کی ضرورت پیش آئے تو میں آپ کی خدمت کے لئے ہر وقت تیار ہوں۔

(ضیاء الدین سعدی مبلغ سلسلہ بھوبنیشور)

احمدیہ مسلم ٹیلی ویژن کے پروگرام درس القرآن میں بنگلہ دیش کے ممبر آف پارلیمنٹ کی شرکت

بنگلہ دیش کے ممبر آف پارلیمنٹ جناب پروفیسر رفیق الاسلام صاحب احمدیہ مسلم مشن کلکتہ میں ۲۸ فروری کو شام کے وقت تشریف لائے۔ اس موقعہ پر تقریباً ڈیڑھ سو مرد و زن اور بنگال کی ۳ جماعتوں کے صدر صاحبان بھی افطار کیلئے موجود تھے۔ موصوف افطار اور نماز میں بھی شریک ہوئے۔ بعد نماز مغرب حضور انور ایدہ اللہ کے نہایت ایمان افروز درس قرآن مجید کو جو بذریعہ مواصلاتی سیارہ لندن سے ٹیلی کاسٹ ہو رہا تھا دیکھا اور سنا۔

آپ کو جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی کی تفصیل بتائی گئی۔ تقریباً آدھ گھنٹہ کی ملاقات میں تبلیغی گفتگو ہوتی رہی اور تعارفی لٹریچر بطور تحفہ پیش کیا جسے موصوف نے عقیدت سے قبول فرمایا۔ جب سے کلکتہ مشن ہاؤس میں ڈش نصب کیا گیا ہے احباب جماعت اپنے زیر تبلیغ افراد کو اس کے پروگرام دکھانے کیلئے ہمراہ لا رہے ہیں بلکہ مشن ہاؤس کے قریب کے غیر احمدی افراد نے تو خواہش کا اظہار کیا ہے کہ ہمیں بھی کنکشن دیا جائے تاکہ ہم اپنے گھر میں حضور انور کے خطبات سن سکیں۔ اس نظام سے زیادہ سے زیادہ غیروں تک حضور انور کی آواز پہنچانے کے مختلف ذرائع اپنائے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ محترم محمد رفیع صاحب آف کلکتہ کو جزائے خیر عطا فرمائے جن کو خدا تعالیٰ نے ڈش نصب کروانے کی توفیق دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ان حقیر ساعی میں برکت عطا فرمائے۔ آمین

(حمید الدین شمس مبلغ انچارج بنگال)

ادارایہ — بقیہ صفحہ (۲)

جس کی جماعت آج دنیا کے ایک سو تیس ملکوں میں پھیل چکی ہے۔ اگر قصور ہے تو صرف اُن نظروں کا جو اس کو شناخت نہیں کر سکیں۔

دراصل یہی وہ امام مہدی ہے جو اس وقت مسلمانوں کی اُمید کا مرکز ہے۔ اور جسے خدا نے حَکَم اور عدل بنا کر بھیجا ہے۔ جس نے نہ صرف مسلمانوں کے اندرونی اختلافات کا تصفیہ کیا بلکہ غیروں کے اسلام پر اُٹھائے جانے والے اعتراضاتِ باطلہ کے بھی دندان شکن جواب دیئے۔ پس ضرورت ہے کہ اِس امام کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیں جسے بندوں نے نہیں بلکہ خدائے احکم الحاکمین نے منتخب کیا ہے۔ جنہوں نے اس کو قبول کیا ہے اللہ تعالے کے فضل و کرم سے وہ باوجود شدید مخالفتوں کے ایک سیسہ پگھلائی ہوئی دیوار کی طرح مضبوط و مستحکم ہیں اور دن دُگنی، رات چوگنی ترقی کر رہے ہیں اور جو اس کی بیعت سے باہر ہیں، ہر قسم کی تاریکی کا شکار ہیں۔

پس آج کی پریشانیوں کا یہ حل نہیں کہ مسلمان مل کر ایک امام کا اِنتخاب کریں بلکہ آج کی پریشانیوں اور مصیبتوں کا حل یہ ہے کہ اُس اِمام کو قبول کریں جسے خود خدا نے مبعوث فرمایا ہے۔

(منیر احمد خادم)

بقیہ صفحہ (۹)

دورانِ خون بھی قلب کا ایک کام ہے۔ مگر اس میں بھی شک نہیں کہ قلب آبپاشی جسم کے لئے ایک انجن ہے۔ اس کے بسط اور قبض سے سب کچھ ہوتا ہے۔

غرض جسمانی اور رُوحانی سلسلے دونو برابر چلتے ہیں۔ رُوح میں جب عاجزی پیدا ہوجاتی ہے پھر جسم میں بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ اِس لئے جب رُوح میں واقع میں عاجزی اور نیازمندی ہو تو جسم میں اس کے آثار خود بخود ظاہر ہو جاتے ہیں اور ایسا ہی جسم پر ایک الگ اثر پڑتا ہے تو رُوح بھی اس سے متاثر ہو ہی جاتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ جب خدا تعالیٰ کے حضور نماز میں کھڑے ہو تو چاہیئے کہ اپنے وجود سے عاجزی اور ارادت مندی کا اظہار کرو۔ اگرچہ اس وقت یہ ایک قسم کا نفاق ہوتا ہے۔ مگر رفتہ رفتہ اس کا اثر دائمی ہو جاتا ہے اور واقعی رُوح میں وہ نیازمندی اور فروتنی پیدا ہونے لگتی ہے۔"

(ملفوظات جلد چہارم صـ۴۲۱، صـ۴۲۲)

—— (۴) ——

"اور یہ جو پہلے مَیں نے بیان کیا ہے قیام، رکوع اور سجود کے متعلق، اس میں انسانی تضرع کی ہیئت کا نقشہ دکھایا گیا ہے۔ پہلے قیام کرتا ہے۔ جب اس پر ترقی کرتا ہے تو پھر رکوع کرتا ہے اور جب بالکل فنا ہو جاتا ہے تو پھر سجدہ میں گر پڑتا ہے۔ مَیں جو کچھ کہتا ہوں صرف تقلید اور رسم کے طور پر نہیں بلکہ اپنے تجربہ سے کہتا ہوں بلکہ ہر کوئی اس کو اس طرح پر پڑھ کر اور آزما کر دیکھ لے۔ اِس نسخہ کو ہمیشہ یاد رکھو اور اس سے فائدہ اُٹھاؤ کہ جب کوئی دُکھ یا مُصیبت پیش آوے تو فوراً نماز میں کھڑے ہو جاؤ اور جو مصائب اور مشکلات ہوں ان کو کھول کھول کر اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرو کیونکہ یقیناً خدا ہے اور وہی ہے جو ہر قسم کی مشکلات اور مصائب سے انسان کو نکالتا ہے وہ پکارنے والے کی پکار کو سُنتا ہے۔ اس کے سوا کوئی نہیں جو مددگار ہو سکے۔ بہت ہی ناقص ہیں وہ لوگ کہ جب اُن کو مشکلات پیش آتی ہیں تو وہ وکیل، طبیب یا اور لوگوں کی طرف تو رجوع کرتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کا خانہ بالکل خالی چھوڑ دیتے ہیں۔ مومن وہ ہے جو سب سے اوّل خدا تعالےٰ کی طرف دوڑے۔"

(ملفوظات جلد نہم صـ۱۱۳)

اِنعامی علمی مقالہ

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی طرف سے سالِ رواں ۹۳-۱۹۹۲ء کے لئے مقالہ کا عنوان "ہندوستان کی سیکولر تاریخ اور اس میں قیامِ امن کے ذرائع" مقرر کیا گیا ہے۔ مقالہ مکمل حوالہ جات کے ساتھ کم از کم تیس فل سکیپ صفحات یعنی تین ہزار الفاظ پر مشتمل ہو۔ اوّل آنیوالے خادم کو 500 روپیہ، دوم کو 300 روپے بطور انعام برموقعہ سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ بھارت ۱۹۹۳ء دیئے جائیں گے۔ دفتر خدام الاحمدیہ بھارت میں مقالہ پہنچنے کی آخری تاریخ 30 ستمبر ۹۳ء ہے۔

(مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

اخبارِ احمدیہ — بقیہ صفحہ اوّل

نماز ضائع ہو رہی ہو۔ حضور نے فرمایا جو لوگ کبھی کبھی صرف دکھاوے کے لئے نمازیں پڑھتے ہیں ایسے نمازیوں پر خدا نے لعنت بھیجی ہے اور اُن کی علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ اُن کی عملی زندگی میں بنی نوعِ انسان سے تعلقات سدھرتے نہیں۔ وہ چھوٹے چھوٹے فائدوں سے اپنے لوگوں کو رد کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا جو خدا کے قریب ہوتے ہوئے بندوں سے دُور ہوتا ہے اُس کی نمازیں مردود ہیں۔ اس کی نمازیں اس پر لعنت ڈالتی ہیں۔

خطبہ جمعہ کے آخر میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نمازوں کی اہمیت سے متعلق چند احادیثِ مبارکہ نہایت رقت آمیز انداز میں پڑھ کر سُنائیں۔ اور فرمایا کہ مَیں احمدیوں کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ نمازوں کی حفاظت کا جھنڈا اپنے ہاتھوں میں مضبوطی سے تھام لیں۔ نیز فرمایا کہ مَیں آپ لوگوں سے توقع رکھتا ہوں کہ ہمیشہ ہر جُمعے پر یہی نظارہ دکھایا کریں گے کہ اپنے گھروں کو خیرباد کہہ کر اللہ کے گھروں کو بھرا کریں گے۔ ایسے لوگوں کو مَیں یقین دلاتا ہوں کہ اللہ اُن کے گھروں کو برکتوں سے بھر دے گا۔

خلاصہ خطبہ جمعہ
۱۲ مارچ ۱۹۹۳ء

حضور ایدہُ اللہ تعالیٰ نے مسجد فضل لندن سے خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے درج ذیل آیاتِ قرآنیہ کی تلاوت فرمائی:—

أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ۖ إِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا ○ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰٓى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا ○ (بنی اسرائیل: ۷۹-۸۰)

پھر فرمایا قرآن مجید کی جن آیات کی مَیں نے تلاوت کی ہے اُن کا اطلاق خصوصیت کے ساتھ رمضان کے اُس حصّے سے ہے جس میں اب ہم داخل ہونے والے ہیں یعنی آخری عشرہ۔ اگرچہ ان آیات کا اطلاق سارے رمضان مبارک سے بھی ہے بلکہ مومن کی زندگی کے ہر دن اور ہر رات پر ان آیات کا اطلاق ہوتا ہے لیکن آخری عشرے سے ان آیات کا اتنا گہرا تعلق ہے کہ کسی اَور عرصے کا اس قدر تعلق ان آیات سے نہیں۔ ان آیات میں جو مرکزی مضمون بیان کیا گیا ہے وہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقامِ محمود پر فائز کئے جانے کا وعدہ ہے۔

حضور نے فرمایا ان آیاتِ کریمہ میں حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا گیا ہے کہ راتوں کو اُٹھ کر تہجد ادا کیا کر۔ یہ تیرا طرف سے نوافل ہوں گے اور قریب ہے کہ خدا تعالیٰ تجھے اس مقامِ محمود پر فائز فرما دے جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا ہے۔

حضور انور نے اپنے بصیرت افروز خطبہ جمعہ کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا مقامِ محمود سے مراد حمد کا مقام ہے اور حمد کا گہرا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہے۔ پس مقامِ محمود اس چیز کا نام ہے کہ جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی حمد کو اللہ کی حمد کے ساتھ اس طرح مدغم کر دے کہ ایک پہلو سے دیکھیں تو محمد مصطفیٰؐ دکھائی دیں اور دوسرے پہلو سے دیکھیں تو خدا دکھائی دے۔ اور ایک کو دُوسرے سے الگ نہ کیا جا سکے۔ اور جب حمد کرنے والا اپنے وجود کو کھو دیتا ہے اور خدا کے وجود کے سامنے اپنی حمد کو ختم کر دیتا ہے۔ تب ہی یہ مقام حاصل ہو سکتا ہے۔ ورنہ نہیں۔ حضور نے فرمایا اصل حمد دو ہی ہیں۔ ایک تو یہ کہ خدا ہی حقیقی حمد کا حقدار ہے اور دوسرے یہ کہ حقیقی حمد وہ ہے جس کی خدا حمد کرے باقی سب دھوکے ہیں۔

حضور نے فرمایا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقامِ محمود صرف اور صرف اس لئے نصیب ہُوا کہ آپ نے خدا کے مقابلہ میں اپنے آپ کو حمد سے کلیتہً خالی کر دیا۔ اور صرف اور صرف خدا کی حمد کے گیت گائے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے یعنی احمد بننے کے نتیجہ میں محمد بنائے گئے۔ حضور نے فرمایا مقامِ محمود کسی ایک ٹھہرے ہوئے مقام کا نہیں بلکہ ایک جاری مقام کا نام ہے۔ اور ہر لمحہ آپ کا مقامِ محمود بلند ہوتا چلا جا رہا ہے اسی لئے ہر اذان کے بعد کی دُعا میں دُنیا کے تمام مومن آپ کو ایک کے بعد ایک مقامِ محمود عطا کئے جانے کی دُعا کرتے ہیں۔ اور اس طرح ہر لمحہ آپ کا مقامِ محمود بلند سے بلند تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔

حضور انور نے فرمایا ڈش انٹینا کے ذریعہ جو اذان اب دی جا رہی ہے وہ برقیاتی لہروں کے ذریعہ تمام دُنیا میں پہنچتی ہے۔ اور مومنین اور خدا کے فرشتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مقامِ محمود عطا کئے جانے کے لئے دُعا کرتے ہیں۔ پس اس اذان کے جواب میں ساری کائنات میں فضا، فرشتوں کی حمد سے مرتعش ہوتی ہے۔ جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دُعا کرتے ہیں کہ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔

(آگے صـ۲۱ پر ملاحظہ)

پس ہم ایک ایسے دور میں داخل ہو گئے ہیں، جہاں مقامِ محمود کی دعا عالمی بن کر سارے عالم کی فضا کو مرتعش کر رہی ہے۔ اس طرح اس زمانہ میں مقامِ محمود کا ایک اور مطلب یہاں سمجھ میں آیا کہ یہ ایک بڑھتا ہوا جاری رہنے والا مقام ہے جو کبھی کسی مقام پر ٹھہرتا نہیں۔

اپنے خطبہ جمعہ کو جاری رکھتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس مضمون کا ایک گہرا تعلق عبادات سے ہے۔ یعنی راتوں کی عبادات سے۔ اور یہ وہ عشرہ ہے جس میں اس خلوص کے ساتھ راتوں کی عبادت کی جاتی ہے کہ ایسا نظارہ دنیا میں کسی اور مہینہ میں کہیں دکھائی نہیں دیتا۔ اور اس عشرہ میں مومنین کی راتیں ان کے آنسوؤں سے بھیگ جاتی ہیں۔ پس اس عشرے کا حق ادا کریں اور اپنی راتوں کو بھگوئیں۔ اور چونکہ تہجد کی نماز کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقامِ محمود سے گہرا تعلق ہے اس لئے خاص طور پر ان راتوں میں وَ اَبۡعَثۡہُ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا کی دعا کیا کریں اس کے علاوہ بھی حمد کے ساتھ درود شریف خوب سوچ کر اور غور و فکر کے ساتھ ادا کیا کریں۔ اس آخری عشرے میں سنتِ نبوی کی پیروی میں نہ صرف اپنے آپ کو بلکہ اپنے سارے گھر کو بیدار کرنا چاہیئے۔ حضور نے فرمایا مومن اس وقت تک مقامِ محمود حاصل نہیں کر سکتا جب تک ایک رمضان کی عبادت کو آنے والے دوسرے رمضان کی عبادت سے ملا نہیں دیتا ٭

دورہ انسپکٹران بیت المال آمد

جملہ جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کی آگاہی کے لئے تحریر ہے کہ نظارت ہذا کے انسپکٹران درج ذیل پروگرام کے مطابق تشخیص بجٹ ۹۴-۱۹۹۳ء کے سلسلہ میں دورہ کر رہے ہیں۔

(۱): مکرم مولوی سید نصیر الدین احمد صاحب: برائے صوبہ مہاراشٹر۔ آندھرا۔ اڑیسہ۔ بنگال۔ مورخہ 5-4-93۔

(۲): مکرم مولوی محمد طاہر احمد صاحب: برائے صوبہ کیرلہ۔ تامل ناڈو۔ کرناٹک۔ مورخہ 5-4-93 سے۔

جماعتوں میں رسیدگی کی اطلاع بروقت دے دی جائے گی۔

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ہندوستان کی جماعتوں کے تعلق یہ تاثر ہے کہ اگر وہ باشرح لازمی چندہ ادا کریں تو صدر انجمن احمدیہ قادیان کی تمام ضروریات کو پورا کر سکتی ہیں۔ اس اعتبار سے ہر جماعت کے عہدیداران کو غور کرنا چاہیئے کہ ان کی جماعت میں کوئی دوست برسرِ روزگار ایسا نہ ہو جو لازمی چندہ کے بجٹ میں شامل ہونے سے رہ گیا ہو۔ اللہ تعالیٰ تمام افرادِ جماعت کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے منشاءِ مبارک کے مطابق لازمی چندہ باشرح ادا کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین ٭

ناظر بیت المال آمد قادیان

ہفتہ تبلیغ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

جملہ قائدین مجالس خدام الاحمدیہ بھارت سے گزارش ہے کہ امسال پہلا ہفتہ تبلیغ مورخہ ۲۱ تا ۲۷ اپریل اور دوسرا مورخہ ۹ تا ۱۵ ستمبر منعقد کریں۔ اور رپورٹ سے دفتر خدام الاحمدیہ بھارت کو مطلع کریں۔ مقامی حالات کے مطابق تاریخوں میں تبدیلی کر سکتے ہیں۔ (مہتمم تبلیغ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹرز۔
حنیف احمد کاہلوں
حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان
PHONE:- 04524 - 649.

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
لتھرا جیولرز
M/S. PARVESH KUMAR S/o SH. GIRDHARI LAL,
GOLDSMITH, MAIN BAZAR, QADIAN-143516.

بہترین ذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور بہترین دعا اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ ہے۔ (ترمذی)
C.K. ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES.
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM-679339 (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

QURESHI ASSOCIATES
MANUFACTURERS – EXPORTERS – IMPORTERS.
HIGHLY FASHION LADIES MADE-UP
OF 100% PURE LEATHER, SILK WITH SEQUENCES
AND SOLID BRASS NOVELTIES/GIFT ITEMS ETC.
MAILING ADDRESS } 4378, 4B, MURARI LAL LANE ANSARI ROAD, NEW DELHI-110002 (INDIA)
PHONES:- 011-3263992, 011-3282643.
FAX:- 91-11-3755121, SHELKA NEW DELHI.

SUPER INTERNATIONAL
PHONES:-
OFF:- 6378622
RESI:- 6233389
(PLEASE CONTACT FOR IMPORT AND EXPORT GOODS OF ALL KINDS)
PLOT NO. 6. TARUN BHARAT CO-OP. SOCEITY LTD.
OLD CHAKALA, SAHAR ROAD,
(ANDHERI EAST) BOMBAY-400099.

ارشادِ نبوی ﷺ
اَلدِّیۡنُ النَّصِیۡحَۃُ
(دین کا خلاصہ خیر خواہی ہے)
(منجانب)
کے اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

طالبات دعا:
الوہ ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۴ بینٹنک لین، کلکتہ ۷۰۰۰۰۱

NTR
"ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔"
(کشتی نوح)
Starline
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
CALCUTTA-700015.
پیش کرتے ہیں:
آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر پلاسٹک اور کینوس کے جوتے۔

YUBA
QUALITY FOOT WEAR

اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ
(پیشکش)
بانی پولیمرز کلکتہ-۷۰۰۰۴۶
فون نمبرز:
43-4026-5137-5206

ہفت روزہ بدر قادیان … ۱۹۹۴ء رجسٹرڈ نمبر پی/جی ڈی پی - ۳۳